مرکز اصلاح النساء سرگودھا کا ترجمان

ماہنامہ بناتِ اہلسنت سرگودھا

مدیر
مولانا محمد الیاس گھمن

جلد نمبر 7 | جنوری 2016 | شمارہ 1

وہ میرا نبی ﷺ، ان کا نبی ﷺ
اُن کا نبی ﷺ، سب کا نبی ﷺ ہے

اچھے اور برے ناموں کے اثرات

مسلم ممالک کا مشترکہ فوجی اتحاد

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا ۔۔۔!

ناشر
مرکز اہل السنۃ والجماعۃ
www.ahnafmedia.com

مرکز اصلاح النساء سرگودھا کا ترجمان

ماہنامہ

بناتِ اہلسنّت

سرگودھا

جلد نمبر 7 | جنوری 2016 | شمارہ نمبر 1

مدیر
مولانا محمد الیاس گھمن

معاون مدیر
مولانا محمد کلیم اللہ حنفی

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35 ڈالر.....سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک
25 ڈالر.....سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر.....سالانہ

خط و کتابت کا پتہ

دفتر رسائل و جرائد
مرکز اہل السنّت والجماعت
87 جنوبی سرگودھا
mag@ahnafmedia.com

آن لائن پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے
www.ahnafmedia.com

سرکولیشن منیجر
0332-6311808
صبح 8 تا 4 بجے شام

WhatsApp
+923062251253

قیمت فی شمارہ 20 روپے علاوہ ڈاک خرچ

سالانہ زرتعاون 300 روپے

ناشر مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

فہرست

وہ میرا نبی ، ان کا نبی ،اُن کا نبی، سب کا نبی ہے !.....5
انتخاب : ناصر محمود
مسلم ممالک کا مشترکہ فوجی اتحاد.....7
اداریہ
وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا.....10
مفتی نجیب احمد قاسمی
اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا 19
مشاہد حسین
اچھے اور برے ناموں کے اثرات.....44
کفیل احمد ندوی
خواتین اور شاپنگ 49
اقرأ عطاءالبصیر
مساجد میں کن آداب سے وقت گذارا جائے؟.....51
شبیر احمد عثمانی
ظہیر الدین محمد بابر.....55
امان اللہ کاظم
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تین اہم حقوق 60
اہلیہ مفتی شبیر احمد
میں "پردہ" کرتا ہوں !! 62
نعیم خان

www.ahnafmedia.com

درسِ قرآن

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًام بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا.

(سورۃ المائدۃ،5: 32)

"جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد (پھیلانے کی سزا) کے (بغیر، ناحق) قتل کر دیا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا۔"

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا.. (سورۃ النساء،4: 93)

"اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا دوزخ ہے کہ ہمیشہ اس میں رہے گا اور اس پر اللہ غضب ناک ہو گا اور اس پر لعنت کرے گا اور اس نے اس کے لیے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے"

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

فلولا كان من القرون من قبلكم اولو بقية ينهون عن الفساد فى الارض الاقليلا ممن انجينا منهم۔ (سُورۃ ھُود، آیت نمبر116)

تم سے پہلی قوموں میں کم از کم ایسے اہل فضل ہی کیوں نہ ہوئے جو زمین میں فساد سے روکنے والے ہوتے' بجز چند آدمیوں کے جن کو ہم نے ان میں سے بچا کر نکال دیا۔

اللہ تعالیٰ اپنے احکام کو سمجھنے اور عمل کی توفیق دے۔ آمین بجاہ النبی الامی الکریم

www.ahnafmedia.com

درسِ حدیث

عن عمرو بن شرحبیل قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:
أول ما یقضی فیہ یوم القیامۃ بین الناس فی الدماء۔

ترجمہ: حضرت عمرو بن شرحبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں کے مابین پہلا فیصلہ قتل کے بارے میں کیا جائے گا۔ (ترمذی شریف)

ترمذی شریف میں حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی للہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مومن کے قاتل کی سزا جہنم بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَوْ أَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ وَأَهْلَ الْأَرْضِ اشْتَرَكُوا فِي دَمِ مُؤْمِنٍ لَأَكَبَّهُمُ اللهُ فِي النَّارِ.

"اگر تمام آسمانوں و زمین والے کسی ایک مومن کے قتل میں شریک ہو جائیں تب بھی یقیناً اللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم میں جھونک دے گا۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَنْ أَعَانَ عَلَى قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِشَطْرِ كَلِمَةٍ، لَقِيَ اللهَ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ: آيِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ.

جس شخص نے چند کلمات (یعنی چند لفظوں) کے ذریعہ بھی کسی مومن کے قتل میں کسی کی مدد کی تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان پیشانی پر لکھا ہو گا: آيِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ یہ شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس رہے گا۔"

www.ahnafmedia.com

وہ میرا نبی، ان کا نبی، اُن کا نبی، سب کا نبی ہے!

.....انتخاب: ناصر محمود

وہ جِس کے لئے محفلِ کونین سجی ہے
فِردوسِ بریں جِس کے وسیلے سے بنی ہے

وہ ہاشمی مکّی مدنیُ العربی ہے
وہ میرا نبی میرا نبی میرا نبی ہے

احمد ہے، محمد ہے، وہی ختمُ الرّسل ہے
مخدوم و مربیّ ہے، وہی والیٔ کُل ہے

اُس پر ہی نظر سارے زمانے کی لگی ہے
وہ میرا نبی میرا نبی میرا نبی ہے

والشمس ضحیٰ چہرۂ انور کی جھلک ہے
واللیل سجیٰ گیسوئِ حضرت کی لچک ہے

عالم کو ضیاء جس کے وسیلے سے ملی ہے
وہ میرا نبی میرا نبی میرا نبی ہے

www.ahnafmedia.com

اللہ کا فرمان الم نشرح لک صدرک
منسوب ہے جس سے ورفعنا لک ذکرک

جس ذات کا قرآن میں بھی ذکرِ جلی ہے
وہ میرا نبی میرا نبی میرا نبی ہے

مزمل و یٰس و مدثر و طٰہٰ
کیا کیا نئے القاب سے مولیٰ نے پکارا

کیا شان ہے اس کی، کہ جو اُمّی لقبی ہے
وہ میرا نبی میرا نبی میرا نبی ہے

وہ ذات کہ جو مظہرِ لولاکَ لما ہے
جو صاحبِ رف رف شبِ معراج ہوا ہے

اَسریٰ میں اِمامت جسے نبیوں کی ملی ہے
وہ میرا نبی میرا نبی میرا نبی ہے
جِس در کے زمانے میں تھی مظلوم یہ عورت
پھر جس کی بدولت ملی اِسے عزت و رفعت
وہ محسن و غمخوار ہمارا ہی نبی ہے
وہ میرا نبی میرا نبی میرا نبی ہے

www.ahnafmedia.com

مسلم ممالک کا مشترکہ فوجی اتحاد

اداریہ

آج تہذیبوں کا تصادم پورے عروج پر ہے۔ ثقافتی یلغار اور تمدنی افکار کی گہما گہمی اور بہتات نے حق کی پہچان کو دھندلانے کی ٹھان رکھی ہے۔ سرد فکری جنگ زوروں پر ہے۔ ہر طاغوتی، مغربی اور استعماری طاقت انفرادی طور پر باہمی خانہ جنگی کا دروازہ بند کر کے اجتماعی طور پر عالم اسلام کی مخالفت کا در کھولے بیٹھی ہے، سازشوں کا ایسا جال بُن رکھا ہے جس میں مسلم قوم کے افراد مسلسل شکار ہو رہے ہیں۔

بنیادی طور پر اہل اسلام کے نظریاتی اور جغرافیائی محاذوں پر ساری دنیا کی اسلام دشمن طاقتیں مل کر شب خون مار رہی ہیں۔ نظریاتی سرحدات پر حملہ آور ہوتے ہوئے اسلام میں شکوک و شبہات، باہمی فرقہ واریت، تشدد کو ہوا دے رہے ہیں اور مذہب اسلام کو العیاذ باللہ فرسودہ قرار دے کر آج کے ترقی یافتہ جدید دور کی ضروریات کے مطابق نامکمل مذہب کی حیثیت سے پیش کرنے میں مسلسل مصروف عمل ہیں۔

حالانکہ تاریخی حقائق یہ بتاتے ہیں کہ اسلام نے اپنے پیروکاروں کو جہاں صحیح نظریات، معتدل مسائل، خوش اخلاق زندگی فراہم کی ہے وہاں پر ان کو معاشرے میں بین الاقوامی سطح پر چلنے کے خطوط کھینچ کر دیے ہیں۔

اسلام؛ اہل اسلام کو اپنی تہذیب، تمدن، ثقافت، امتیازی شناخت اور فکر کو باقی رکھنے بلکہ اسے عام کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اس مذہب کی تاثیر یہ ہے کہ جو کوئی اس کی آڑ لے کر اس کی روح کو مجروح کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ کبھی اپنے اس مذموم منصوبے میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔

www.ahnafmedia.com

اس کے ساتھ ساتھ انہی طاغوتی طاقتوں نے مسلمانوں کا جینا دوبھر کر دیا ہے ،مسلمان دنیا کے جس خطے پر بس رہے ہیں اس کو کمزور اور غیر مستحکم کرنے کے لیے یہ طاقتیں ان کی جغرافیائی سرحدات پر حملہ آور ہیں۔

مسلم دنیا کے اہم ممالک خطرناک حد تک اندرونی سازشوں کا شکار ہیں اور دشمنانِ اسلام، ان خطوں میں امن وامان کی بربادی کیلئے بے پناہ وسائل خرچ کر رہے ہیں۔بالخصوص پاکستان میں افواج، عسکری اداروں ، مساجد، مدارس ، اسکولوں اور پبلک مقامات پر بم دھماکے سب کے پیچھے دشمن قوتیں کار فرما نظر آتی ہیں۔

سویلین سیاسی اور فوجی قیادت میں ٹکراؤ پیدا کر رہی ہیں ۔ بعض مذہبی طبقوں کو آئینی و قانونی اداروں سے تصادم پر ابھارتی ہیں اور چند شر پسند مسلم کش عسکری تنظیموں کی ناحق قتل و غارت گری اور دہشت گردی کے ذریعے خطے کی سالمیت کو دولخت اور اہل اسلام کی افرادی قوت کو بھی کم سے کم کر رہی ہیں۔

ایسے حالات میں اسلامی ممالک کو اندرونی و بیرونی درپیش خطرات اور ممکنہ خطرات و مزاحمت سے تحفظ فراہم کرنے اور عالم اسلام کو ہر قسمی دہشت گردی سے محفوظ بنانے کے لیے سعودی عرب کا مسلم ممالک کا مشترکہ فوجی اتحاد قائم کرنا دانشورانہ اقدام نہایت خوش آئند ہے جو وقت کی عین ضرورت ہے۔بلکہ اس سے بڑھ کر پاکستان کی اس میں شمولیت حوصلہ بخش ہے۔

اس حوالے سے ریاض میں ہونے والے اجلاس کے بعد جاری کردہ مشترکہ اعلامیہ میں کہی گئی بات امن و سلامتی کے حوالے سے امید کی کرن ہے کہ اسلامی ممالک کا یہ مشترکہ فوجی اتحاد ہر طرح کی دہشت گردی کو ختم کرنے میں اپنا کردار ادا کرے گا۔

اعلامیہ میں یہ بھی کہا گیا کہ انسانیت کے خلاف وحشیانہ جرائم اور فساد فی

www.ahnafmedia.com

الارض ناقابل معافی جرائم ہیں جو نہ صرف انسانی نسل کی تباہی کا موجب بن رہے ہیں بلکہ بنیادی حقوق کی پامالی اور انسانی عزت واحترام کے لیے بھی نہایت خطرناک ہیں۔

دہشت گردی کے ناسور کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے تمام مسلمان ممالک سعودی عرب کی قیادت میں متحد ہیں اور دہشت گردی کے خاتمہ کیلئے مل کر روئے زمین امن قائم کریں گے۔

سعودی وزیر خارجہ عادل الجبیر کے بیان کے مطابق دہشت گرد خواہ کسی بھی فرقہ اور گروہ سے تعلق رکھتے ہوں ان کے خلاف بلا تفریق کارروائی ہوگی۔

سعودی وزیر دفاع شہزادہ محمد بن سلمان نے بھی کہا ہے کہ اسلامی ممالک کا یہ اتحاد دہشت گردی کے خاتمہ کیلئے پوری قوت صرف کرنے کا عزم رکھتا ہے۔

ہمیں خوب عقل مندی سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر اس شخص پر نگاہ رکھنی ہے جو ہماری نظریاتی شناخت کو مٹانے کی کوشش کر رہا ہو۔

اس میدان میں علماء حق اپنا فریضہ انجام دیں اور دین کے نام پر بے دینی پھیلانے والوں کے وساوس وشبہات کو دلائل کی قوت سے شکست دیں اور اسلام کی حقیقی شکل لوگوں کے سامنے پیش کریں۔

اور جو فتنہ پرور لوگ ہماری جغرافیائی سرحدات کو پامال کرنے کی جسارت کر رہے ہیں یا عالم اسلام میں کسی بھی مسلمان ملک کو ظلم وتشدد کا نشانہ بنانے میں مصروف عمل ہوں۔

اس میدان میں ہر دہشت گرد گروہ، تنظیم، جماعت اور افراد کو ملکی فوج اور مشترکہ اسلامی ممالک کے فوجی اتحاد کے پلیٹ فارم سے عسکری قوت اور آہنی ہاتھوں سے شکست دیں۔

www.ahnafmedia.com

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

مفتی نجیب احمد قاسمی

نبوت ایک عظیم منصب: نبوت ایسا عظیم منصب ہے جو ہر کسی کو عطا نہیں کیا جاتا ہے، اور نہ کوئی شخص اپنی خواہش اور کوشش وجدجہد سے اس منصب پر فائز ہو سکتا ہے۔ یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے جس کو چاہتا ہے اسے اپنے فضل وکرم سے نوازتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے رسول منتخب کرلیتا ہے فرشتوں میں سے اور لوگوں میں سے۔ بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ (سورۃ الحج ۷۵)

ہم سب کا یہ ایمان ہے کہ تمام انبیاء کرام عام لوگوں کے مقابلے میں بہت زیادہ افضل وبہتر ہیں، مگر خود انبیاء کرام بھی یکساں فضیلت کے حامل نہیں ہیں۔ بعض انبیاء کرام کا درجہ بعض دوسرے انبیاء کرام سے بڑھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یہ حضرات انبیاء ایسے ہیں کہ ہم نے ان میں سے بعض کو بعض دوسرے پر فضیلت دی ہے۔ بعض ان میں وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا ہے اور بعض کو ان میں سے بہت سے درجوں پر سرفراز کیا ہے۔ (سورۃ البقرہ ۲۵۳)

اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام مبعوث فرمائے جو سب لائق تعظیم اور انتہائی فضیلت کے حامل ہیں۔ مگر آخری نبی حضور اکرم ﷺ سب سے افضل وبلند مرتبہ والے ہیں۔ اگرچہ حضور اکرم ﷺ سب سے آخر میں نبی ورسل بنا کر بھیجے گئے مگر آپ ﷺ تمام انبیاء ورسل بلکہ ساری مخلوقات میں سب سے افضل واعلیٰ ہیں۔ اب تک تمام انبیاء کرام ورسل کو خاص زمانہ اور خاص لوگوں کے لئے مبعوث فرمایا گیا مگر تاجدار مدینہ

www.ahnafmedia.com

حضور اکرم ﷺ کو پوری دنیا میں قیامت تک آنے والے تمام انس وجن کے لئے نبی ورسل بنا کر بھیجا گیا۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا: آپ ﷺ کی عظمت وفضیلت پر بہت کچھ لکھا گیا اور بولا گیا ہے اور جب تک دنیا باقی ہے حضور اکرم ﷺ کے اوصاف حمیدہ بیان کئے جاتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب جسے اللہ تعالیٰ نے ۲۳ سال کے عرصہ میں حضور اکرم ﷺ پر بذریعہ وحی نازل فرمائی، سرکار دوعالم ﷺ کے محاسن وفضائل اور کمالات کا ایک حسین وجمیل گلدستہ بھی ہے، اور آپ ﷺ کے اخلاق عالیہ واوصاف حسنہ کا ایک خوب صورت اور صاف شفاف آئینہ بھی۔

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر آپ ﷺ کا ذکر خیر موجود ہے، کہیں آپ کو اللہ کا رسول کہا گیا ہے، کہیں لوگوں کو خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا بتلایا گیا ہے، کہیں کہا گیا ہے کہ اے محمد آپ کی رسالت پوری کائنات کے لئے ہے، کہیں کہا آپ آخری نبی ہیں۔

کہیں فرمایا: اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کہیں فرمایا: سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلاً مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی کہیں فرمایا: اِنَّآ اَعْطَیْنَاكَ الْكَوْثَرَ کہیں فرمایا: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کہیں فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً... غرضیکہ قرآن کریم میں آپ ﷺ کے بے شمار اوصاف بیان کئے گئے ہیں مگر وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ (سورۃ الانبیاء ۱۰۷)

کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا ایک امتیازی وصف بیان کیا ہے۔ اور وہ ہے کہ ہم نے آپ کو دنیا جہاں کے لوگوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ یعنی آپ

www.ahnafmedia.com

ﷺ کی ذات سراپا رحمت ہے، نہ صرف اس زمانہ کے لئے جس میں آپ مبعوث ہوئے اور نہ صرف ان لوگوں کے لئے جن کے سامنے آپ مبعوث فرمائے گئے، بلکہ قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لئے آپ ﷺ کو نبی رحمت یعنی سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

سیرت النبی کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے کفار مکہ کے ہاتھوں کیا کچھ تکلیفیں اور اذیتیں نہ سہیں، لیکن کبھی نہ کسی کے لئے بد دعا فرمائی اور نہ کسی پر نزول عذاب کی تمنا کی بلکہ اگر آپ ﷺ کو عذاب کا اختیار بھی دیا گیا تب بھی از راہ رحمت و شفقت آپ ﷺ نے ہر تکلیف نظر انداز کی اور ظالموں سے در گزر کیا، حالانکہ ان کا جرم کچھ کم نہیں تھا کہ وہ اللہ کے پیارے رسول کو ایذا دینے کے گناہ میں مبتلا ہوئے تھے، ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب قہر بن کر نازل ہونا چاہئے تھا لیکن آپ ﷺ نے ہمیشہ عفو و کرم سے کام لیا اور محض آپ کی صفت رحمت کے باعث وہ قہر خداوندی سے محفوظ رہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت سراپا رحمت ہے، آپ ﷺ کی یہ خصوصیت آپ کی شخصیت کے ہر پہلو میں بہ تمام و کمال موجود ہے۔ آپ ﷺ اپنی گھریلو زندگی میں، گھر سے باہر کے معاملات میں، اپنوں اور غیروں کے ساتھ، بڑوں اور بچوں کے ساتھ، ایک ناصح مشفق اور ہمدرد غم گسار کی حیثیت سے نمایاں نظر آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رحمت سے معمور دل عطا فرمایا تھا جو کمزوروں کے لئے تڑپ اٹھتا تھا، جو مسکینوں اور یتیموں کی حالت زار پر غم سے بھر جاتا تھا۔ سارے جہاں کا درد آپ ﷺ کے دل میں سمٹ آیا تھا۔ یہاں تک کہ رحمت کا وصف آپ کی طبیعت ثانیہ بن گیا تھا، کیا چھوٹا، کیا بڑا، کیا اپنا کیا پرایا، کیا مسلمان، کیا کافر سب

www.ahnafmedia.com

آپ ﷺ کے رحم و کرم سے بہرہ وہ رہا کرتے تھے۔

آپ ﷺ کی صاحبزادیوں کو طلاق دی گئی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ آپ ﷺ کی تمام اولاد کا انتقال آپ ﷺ کی زندگی میں ہوا۔ آپ ﷺ کو برا بھلا کہا گیا، آپ ﷺ کے اوپر گھر کا کوڑا ڈالا گیا، آپ ﷺ کے راستوں پر کانٹے بچھائے گئے، آپ ﷺ اور آپ کے خاندان و صحابۂ کرام کا تقریباً تین سال تک بائیکاٹ کیا گیا۔ آپ ﷺ کو طرح طرح سے ستایا گیا۔ آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے۔ آپ ﷺ کو اپنے وطن عزیز سے نکالا گیا مگر قربان جایئے اس نبی رحمت پر کہ آپ ﷺ نے اُف تک نہ کہا۔

آپ ﷺ کی بچوں پر شفقت: بچوں پر آپ ﷺ کی شفقت کا نظارہ قابل دید تھا، مدینہ منورہ کی گلیوں میں کوئی بچہ آپ کو کھیلتا کودتا نظر آتا تو آپ خوشی میں اس کو لپٹا لیا کرتے تھے، اس کو بوسے دیتے، اس کے ساتھ ہنسی مزاق کرتے، ایک مرتبہ آپ ﷺ اپنے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پیار کر رہے تھے کہ ایک دیہاتی کو یہ منظر دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی اور کہنے لگا کہ کیا آپ اپنے بچوں کو پیار بھی کرتے ہو، ہم تو نہیں کرتے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل سے رحمت کا جذبہ ختم کر دیا ہے؟

ایک مرتبہ آپ ﷺ اپنی نواسی امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا کو اٹھائے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ سجدہ میں تشریف لے جاتے تو امامہ کو زمین پر بٹھا دیتے اور کھڑے ہوتے تو انہیں گود میں اٹھا لیتے۔ اسی طرح ایک مرتبہ نماز کے دوران بچے کے رونے کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے نماز مختصر کر دی تاکہ بچے کو زیادہ تکلیف نہ ہو۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد

www.ahnafmedia.com

فرمایا کہ میں نماز کی نیت باندھ کر لمبی قرأت کرنا چاہتا ہوں کہ اچانک بچے کے رونے کی آواز سن کر مختصر کر دیتا ہوں تا کہ اُس کی ماں کو پریشانی نہ ہو۔

آپ ﷺ بچوں کو بڑی محبت سے گود میں لے لیا کرتے تھے، کبھی بچے آپ کے کپڑے بھی خراب کر دیتے لیکن آپ ﷺ کو ناگواری نہ ہوتی۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک بچہ آپ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا آپ ﷺ نے اُس کو گود میں لے لیا تو اس نے آپ ﷺ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا۔ آپ ﷺ نے پانی منگوا کر کپڑے پاک کئے اور اُس بچہ کو پھر گود میں لے لیا۔

فصل کا نیا میوہ جب آپ ﷺ کے پاس آتا تو سب سے کم عمر بچے کو جو اُس وقت موجود ہوتا عطا فرماتے۔ غرضیکہ آج سے چودھ سو سال قبل رحمۃ للعالمین نے ایسے وقت بچوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور آرام کا ذریعہ قرار دیا جب ناک اونچی کرنے کے لئے بچیوں کو زندہ دفن کر دینے کا رواج تھا۔

آپ ﷺ نے اُس وقت اُن پر تحفظ و سلامتی اور شفقت و محبت کی ایک ایسی چادر تان دی تھی جب دنیا کے دوسرے حصوں میں بھی بچیوں کے تحفظ و سلامتی کے لئے کوئی قانون نہ تھا۔ رحمۃ للعالمین نے بچوں اور بچیوں کو نہ صرف دائمی تحفظ بخشا بلکہ انہیں گود میں لے کر، انہیں کندھوں پر بٹھا کر، اپنے سینے مبارک سے لگا کر، انہیں معاشرہ میں ایسا مقام دیا جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ بشریت کے تقاضہ کی بناء پر آپ ﷺ بھی رنج و غم کی کیفیات سے گزرتے تھے اور فرط غم سے آپ ﷺ کی آنکھیں بھی چھلک اٹھتی تھیں۔

آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

www.ahnafmedia.com

نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ رورہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ رحم ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا فرمادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے اُن بندوں پر رحم کرتا ہے جن کے دلوں میں رحم ہوتا ہے۔

آپ ﷺ نے خواتین کو معاشرہ میں عزت دی: عورتیں فطرتاً کمزور ہوتی ہیں، آپ ﷺ نے بار بار صحابۂ کرام کو تلقین فرمائی کہ وہ عورتوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں، اُن کی دل جوئی کریں، ان کی طرف سے پیش آنی والی ناگوار باتوں پر صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں۔ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: خبر دار! عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرو، اس لئے کہ یہ عورتیں تمہاری نگرانی میں ہیں۔

ایک مرتبہ لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کسی لڑکی کی صحیح سرپرستی کی اور اس کی اچھی تربیت کی تو یہ لڑکی قیامت کے دن اس کے لئے دوزخ کی آگ سے رکاوٹ بن جائے گی۔ آپ ﷺ نے خود اپنے طرز عمل سے صحابۂ کرام کے سامنے خواتین کے ساتھ حسن سلوک کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں، ایک مرتبہ ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اونٹنی پر سوار ہونے لگیں تو آپ ﷺ سواری کے پاس بیٹھ گئے اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ کے گھٹنوں کے اوپر پاؤں رکھ کر اونٹنی پر سوار ہوئیں۔

آپ ﷺ کی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لاتیں تو آپ ﷺ بہت خوش ہوتے اور انہیں اپنے ساتھ بیٹھا کر ان کا بہت احترام کرتے۔ ایک مرتبہ خواتین نے اجتماعی طور پر حاضر ہو کر عرض کیا کہ مردوں کو آپ سے استفادہ کا خوب موقع ملتا ہے، ہم عورتیں محروم رہ جاتی ہیں، آپ ہمارے لئے کوئی خاص دن اور وقت متعین فرمادیں۔ آپ ﷺ نے اُن کی درخواست قبول فرمائی اور اُن کے لئے ایک دن متعین فرمادیا۔ اُس دن آپ خواتین کے اجتماع میں تشریف لے جاتے اور اُن

www.ahnafmedia.com

کو وعظ و نصیحت فرماتے۔ حضور اکرم ﷺ نے بیواؤں سے نکاح کر کے دنیا کو یہ پیغام دیا کہ بیواؤں کو تنہا نہ چھوڑو بلکہ انہیں بھی اپنے معاشرہ میں عزت بخشو۔

آپ ﷺ نے خادموں اور نوکروں کا خیال رکھا: آپ ﷺ کو خادموں اور نوکروں کا بھی بڑا خیال تھا چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ خادم تمہارے بھائی ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارا ماتحت بنادیا ہے، اگر کسی کا بھائی اُس کا ماتحت بن جائے تو اُسے اپنے کھانے میں سے کچھ کھلائے، اس کو ایسا لباس پہنائے جیسا وہ خود پہنتا ہے، اس کی طاقت وہمت سے زیادہ کام نہ لے، اگر کبھی کوئی سخت کام لے تو اُس کے ساتھ تعاون بھی کرے۔ اسی طرح حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر تمہارا خادم یعنی نوکر چاکر تمہارے لئے کھانا بنا کر لائے تو اُسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھلاؤ یا اُس کھانے میں سے اُسے کچھ دیدو، اس لئے کہ آگ کی تپش اور دھویں کی تکلیف تو اُس نے برداشت کی ہے۔

آپ ﷺ کی یتیموں سے بڑی ہمدردی تھی: یتیموں کے لئے بھی آپ ﷺ کے دل میں بڑی ہمدردی تھی، اس لئے آپ صحابۂ کرام کو یتیموں کی کفالت کرنے پر اکسایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے، آپ نے قربت بیان کرنے کے لئے بیچ اور شہادت کی انگلی سے اشارہ فرمایا۔ یعنی یتیم کی کفالت کرنے والا حضور اکرم ﷺ کے ساتھ جنت میں ہو گا۔

آپ ﷺ کا جانوروں پر رحم: آپ ﷺ کی رحمت کا دائرہ صرف انسانوں تک محدود نہ تھا بلکہ بے زبان جانور بھی آپ ﷺ کی رحمت سے مستفید ہوتے تھے۔ احادیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کسی انصاری صحابی کے باغ میں تشریف لے گئے، وہاں ایک اونٹ موجود تھا، آپ ﷺ کو دیکھ کر اونٹ کی

www.ahnafmedia.com

آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آپ ﷺ یہ منظر دیکھ کر اس اونٹ کے پاس تشریف لے گئے، اس کے بدن پر ہاتھ پھیرا یہاں تک کہ پر سکون ہو گیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے دریافت کیا: اونٹ کس کا ہے؟ ایک انصاری نوجوان نے عرض کیا یارسول اللہ! میرا ہے۔ آپ ﷺ نے اُن سے فرمایا کہ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے جس نے تمہیں اس جانور کا مالک بنایا ہے۔ اس نے مجھ سے تمہاری شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور اس سے زیادہ کام لیتے ہو۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ حسن سلوک کا حکم فرمایا ہے۔ اگر تم ذبح کرو تو اچھے طریقے پر ذبح کرو، ذبح کرنے سے پہلے اپنی چھری تیز کر لیا کرو تاکہ جانور کو زیادہ تکلیف نہ ہو۔

آپ ﷺ کا بے جان چیزوں پر رحم: بے زبان چیزیں بھی آپ ﷺ کے دائرہ رحمت میں شامل تھیں، سیرت کی کتابوں میں ایک حیرت انگیز واقعہ موجود ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ بے زبان چیزوں سے بھی آپ ﷺ کا کتنا تعلق تھا۔ مسجد نبوی میں جب آپ ﷺ خطبہ دیتے دیتے تھک جاتے تو ایک ستون سے ٹیک لگا لیا کرتے تھے۔ بعد میں آپ ﷺ کے لئے منبر تیار کر دیا گیا۔ آپ ﷺ اُس پر تشریف رکھنے لگے۔ ظاہر ہے کہ وہ ستون آپ کے جسم اطہر کے لمس سے محروم ہو گیا۔ اُس بے زبان ستون کو اِس واقعہ سے اِس قدر صدمہ پہونچا کہ وہ تڑپ اٹھا یہاں تک کہ اُس کے رونے کی آواز آپ ﷺ نے بھی سنی اور صحابۂ کرام کے کانوں تک بھی پہنچی۔ آپ ﷺ منبر سے اتر کر ستون کے پاس تشریف لے گئے، اور اُس پر دستِ شفقت رکھ کر اُسکو پر سکون کیا۔ آپ ﷺ نے صحابۂ کرام سے ارشاد فرمایا کہ اگر میں اسے گلے نہ لگاتا تو یہ ستون قیامت تک اسی طرح روتا رہتا۔

آپ ﷺ کا عفو و کرم: مکی دور میں قریش مکہ نے آپ ﷺ کو کتنا ستایا،

www.ahnafmedia.com

آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ پر کتنے مظالم ڈھائے گئے یہاں تک کہ آپ کو اپنا وطن عزیز بھی چھوڑنا پڑا۔ اِس سے بڑھ کر تکلیف دہ واقعہ انسان کے کیا ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے ہم وطنوں کے ظلم و ستم سے عاجز آکر اپنا گھر بار سب کچھ چھوڑ کر دیار غیر میں جا کر فروکش ہو جائے۔ اس کے باوجود جب چند سال بعد آپ ﷺ فاتحانہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو عجز وانکساری سے آپ ﷺ کی گردن مبارک جھکی ہوئی تھی اور آپ ﷺ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے: لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ تم پر آج کوئی گرفت نہیں ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ اُس دن چاہتے تو اپنے تمام دشمنوں سے گن گن کر بدلہ لے سکتے تھے، مگر آپ ﷺ نے انتقام پر عفو و کرم کو ترجیح دی اور فرمایا: الیوم یوم الرحمۃ آج رحمت کا دن ہے۔

رحمۃ للعالمین: قرآن کریم میں آپ ﷺ کو رحمت کائنات کا لقب دیا ہے: وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ عالمین عالم کی جمع ہے، جس میں ساری مخلوقات انس، جن، حیوانات، نباتات، جمادات سبھی داخل ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کا اِن سب چیزوں کے لئے رحمت ہونا اس طرح ہے کہ تمام کائنات کی حقیقی روح اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی عبادت ہے، یہی وجہ ہے کہ جس وقت زمین سے یہ روح نکل جائے گی اور زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا تو ان سب چیزوں کی موت یعنی قیامت برپا ہو جائے گی۔ جب ذکر اللہ کا ان سب چیزوں کی روح ہونا معلوم ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ کا ان سب چیزوں کے لئے رحمت ہونا خود بہ خود ظاہر ہو گیا، کیونکہ اِس دنیا میں قیامت تک ذکر اللہ اور عبادت آپ ﷺ ہی کی تعلیمات سے قائم ہے۔ آپ ﷺ کے رحمۃ للعالمین ہونے کا یہ مفہوم بھی لیا گیا ہے کہ آپ ﷺ جو شریعت لے کر دنیا میں تشریف لائے ہیں وہ انسانوں کی بھلائی اور خیر خواہی کے لئے ہے۔ آپ کی ہر تعلیم اور شریعت محمدیہ کا ہر حکم انسانیت کے لئے باعث خیر ہے۔

www.ahnafmedia.com

اُمّ المؤمنین سیدہ اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا

مشاہد حسین

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ام المؤمنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور ان کو اسی گھر میں ٹھہرایا جس میں حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا رہا کرتی تھیں۔ ان کا نام ہند تھا۔ نسب یوں ہے : " ہند بنت ابو امیہ "۔ ان کا تعلق قریش کے خاندان مخزوم سے تھا۔ ان کی والدہ کا نام عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ بن عبد المطلب تھا۔ جو بنو فراس سے تعلق رکھتی تھیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے والد ابو امیہ کی سخاوت وفیاضی بڑی مشہور تھی۔ جب بھی وہ کسی سفر میں جاتے تو اپنے تمام ساتھیوں کی کفالت خود کرتے۔ اسی لیے ان کا لقب "زاد الراکب" یعنی۔"مسافروں کے سفر کا سامان" پڑ گیا تھا۔

آپ کی ولادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے نو سال قبل عام الفیل میں ہوئی۔ آپ کی پرورش ابو امیہ جیسے سخی باپ کی آغوشِ تربیت میں بڑے ناز و نعم سے ہوئی۔ آپ شادی تک نہایت آرام و آسایش کی زندگی بسر کرتی رہیں۔

قبولِ اسلام اور پہلا نکاح:

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی ان مبارک ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے اسلام کے ابتدائی دور میں اسلام قبول کیا۔ ان کا پہلا نکاح ان کے چچا زاد بھائی عبد اللہ بن عبد الاسد سے ہوا تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد اور رضاعی بھائی تھے۔ ان سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے چار بچّے ہوئے۔ جن کے نام یوں ہیں: " سلمہ، عمر، رقیہ اور زینب "۔ یہ دونوں میاں بیوی اسلام قبول کرنے

www.ahnafmedia.com

میں سابقین اولین میں سے تھے۔ ان کے بارے میں لکھا ہے کہ آپ دس شخصوں کے بعد مسلمان ہوئے یعنی آپ گیارہویں مسلمان تھے۔ حضرت ام سلمہ اور ان کے شوہر عبداللہ بن عبدالاسد کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

اللہ جل شانہٗ نے جب اپنے محبوب نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا میں مبعوث فرمایا تو اس وقت عرب کی حالت بڑی خراب اور خستہ تھی۔ ہر طرف کفر و شرک کی تاریکیاں چھائی ہوئی تھیں۔ گناہوں کا بازار گرم تھا۔ ایک معبودِ برحق کی بجائے اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے نہ جانے کتنے باطل خداؤں کی لوگ عبادت کرتے تھے۔ بیٹیوں کو زندہ دفن کر دینا لوگ بہادری کی علامت تصور کرتے تھے۔ شراب نوشی، قمار بازی اور طرح طرح کی برائیوں میں عرب کا پورا معاشرہ جکڑا ہوا تھا۔

ایسے تاریک ماحول میں اللہ جل شانہٗ نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام و ایمان کی روشنی بکھیرنے کے لیے مبعوث فرمایا تاکہ کفر و شرک کی ظلمتوں میں وحدانیت و رسالت کا نور لوگوں کے دلوں کو روشن و منور کر دے۔

نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے بعد جہاں کفر و شرک کے ایوانوں میں زلزلہ بپا ہوا وہیں نیک اور سعید فطرت انسانوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام توحید و رسالت کو دل و جان سے قبول کر لیا اور اپنے آپ کو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اس طرح دے دیا کہ اسلام کے لیے انہوں نے ہر ستم گوارا کر لیا یہاں تک کہ اسلام کے لیے ان میں سے سیکڑوں نیک انسانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ بھی قربان کر دیا۔

نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو ابھی صرف دس افراد نے ہی قبول کیا تھا۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم دارِ اَرقم میں تشریف فرما تھے اور چند ایک دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے۔ اسی دوران عبداللہ بن عبدالاسد جو

www.ahnafmedia.com

زیادہ تر ابو سلمہ کے نام سے مشہور تھے اور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد اور رضاعی بھائی تھے حاضر ہوئے۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی ہند (ام سلمہ) بھی تھیں۔

جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پھوپھی زاد اور رضاعی بھائی کو ان کی بیوی کے ساتھ دیکھا تو بے حد خوش ہوئے اور فرمایا: "کیسے آئے ہو؟" اور پھر محبت سے اسلام کی دعوت دیتے ہوئے قرآنِ مجید پڑھ کر سنایا۔

قرآن مجید سننے کے بعد حضرت ابو سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد نے کہا: "بھائی کے رشتے سے میرا بھی یہ حق بنتا ہے کہ مَیں بھی اس روشنی سے اپنی روح کو منور کروں جس سے دوسرے فیض حاصل کر رہے ہیں۔" جب یہ الفاظ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مبارک چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا، حضرت ابو سلمہ نے دوبارہ عرض کی: "ہم دونوں میاں بیوی کو مسلمان کر کے اپنی غلامی میں داخل کر لیجیے۔" اس طرح حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر نے اسلام قبول کیا اور ایسی سعادت حاصل کی کہ یہ دونوں میاں بیوی دس کے بعد گیارہویں اسلام قبول کرنے والے کہلائے۔

حبشہ کی طرف پہلی ہجرت:

ابتدائی تین سال تک نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے در پردہ تبلیغ فرمائی۔ لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کے حکم سے اعلانیہ دعوتِ دین کا کام شروع کیا تو یہ کفار و مشرکین کو بہت گراں گذرا اور انہوں نے مسلمانوں کو طرح طرح سے ستانا اور تکلیف دینا شروع کر دیا۔

یوں تو حضرت ام سلمہ اور حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہما کا تعلق عرب کے مشہور و معروف اور بڑے قبیلے سے تھا۔ ان کے والدین کا مقام پورے عرب میں بڑا

www.ahnafmedia.com

اونچا تھا۔ لیکن جب انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو ان کے رشتے داروں نے ان سے تعلقات توڑ لیے اور انھیں طرح طرح سے اذیت پہنچانے لگے۔ ان پر ایسی ایسی سختیاں کی گئیں کہ جن کے تصور سے دل گھبرا اٹھتا ہے۔ تاریخ و سیرت کی کتابوں میں ایسے واقعات لکھے ہوئے ہیں۔ جیسے جیسے اسلام کے ان متوالوں پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑے جاتے ویسے ویسے ان کی اسلام سے محبت اور ثابت قدمی میں اضافہ ہوتا جاتا۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان جاں نثاروں نے ہر ظلم و ستم کو ہنس ہنس کر برداشت کیا۔

اعلانِ نبوت کے پانچویں سال رجب المرجب کا مہینہ تھا۔ جب کہ کفار و مشرکین کے ظلم و ستم عروج پا چکے تھے۔ آخر کار نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی اجازت عطا فرما دی کہ جو مکۂ مکرمہ چھوڑ کر جانا چاہے حبشہ چلا جائے کیوں کہ وہاں کا بادشاہ نجاشی بڑا انصاف پسند اور کشادہ قلب ہے۔ لہٰذا گیارہ مردوں اور چار عورتوں پر مشتمل چھوٹا سا قافلہ اپنے وطن مکۂ مکرمہ کو الوداع کہتے ہوئے حبشہ کی طرف روانہ ہوا۔

اس قافلے کے امیر حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ تھے۔ اسلام کی اِس سب سے پہلی ہجرت میں حضرت ابو سلمہ بن عبد الاسد رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی حضرت ام سلمہ بنت ابو امیہ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں۔

جب مشرکینِ مکہ کو اس بات کا علم ہوا تو انہیں ڈر لگنے لگا کہ کہیں حبشہ کے ساتھ ان کے تجارتی تعلقات متاثر نہ ہو جائیں۔ ان کا یہ خیال تھا کہ حبشہ کی طرف ہجرت کر کے جانے والے مسلمانوں کی باتوں میں آ کر بادشاہِ حبشہ نجاشی ان سے تعلقات نہ توڑ لے۔ اس لیے انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس اپنا ایک آدمی بھیجیں۔

www.ahnafmedia.com

چناں چہ انہوں نے کچھ سامان وغیرہ جمع کیا جو بہ طور ہدیہ بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا جانا تھا۔ پھر انہوں نے وہ تمام مال و اسباب دے کر عبد اللہ بن ربیعہ المخزومی اور عمرو بن العاص (یہ دونوں اُس وقت تک اسلام نہ لائے تھے) کو حبشہ کی طرف روانہ کیا۔ انہوں نے جا کر بادشاہ کی خدمت میں وہ تحفے تحائف پیش کیے اور بتایا کہ ہم قریش کے سفیر ہیں۔

ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ کے پاس ہمارے خاندان کے کچھ لوگ آئے ہیں اور انہوں نے آپ کی پناہ لے رکھی ہے۔ انہوں نے اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر نیا دین (اسلام) قبول کر رکھا ہے۔ آپ مہربانی کر کے انھیں ہمارے حوالے کر دیں۔ بادشاہ دراصل خدا ترس اور نیک فطرت تھا وہ فوراً معاملہ بھانپ گیا اور صاف انکار کر دیا۔

مشرکینِ مکہ کا وفد ناکام و نامراد لوٹا۔ حبشہ میں مسلمان سکون و اطمینان کی زندگی گزارنے لگے۔ اسی دوران حضرت ہند بنت عاتکہ (ام سلمہ) رضی اللہ عنہا اور عبد اللہ بن عبد الاسد (ابو سلمہ) رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک بچہ عطا فرمایا جس کا نام ''سلمہ'' رکھا گیا۔ یہ بچہ ان دونوں میاں بیوی کو اتنا پیارا تھا کہ اسی کے نام سے یہ دونوں تاریخ کے اوراق میں ''ابو سلمہ'' اور ''ام سلمہ'' کی کنیت سے مشہور ہوئے اور ان کا اصل نام پس پشت چلا گیا۔

حبشہ میں مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے احکام پر عمل پیرا ہونے کی مکمل آزادی تھی۔ ایک روز انہیں کہیں سے یہ خبر ملی کہ کفار و مشرکین نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کر لی ہے اور وہ سب مسلمان ہو گئے ہیں۔ اس خبر کو سننے کے بعد مہاجرین میں یہ تڑپ اور ولولہ پیدا ہوا کہ وہ جلد سے جلد نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مکۂ مکرمہ حاضر ہو کر اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

www.ahnafmedia.com

کر سکیں۔

سب لوگ واپسی کی تیاری کرنے لگے کہ بنو کنانہ کا ایک شخص وہاں پہنچا اور اس نے بتایا کہ تم لوگوں تک جو خبر پہنچی ہے وہ جھوٹ ہے مکہ کے کفار و مشرکین اب بھی اپنی پرانی روش پر سختی سے قائم ہیں۔

یہ بتانے کے بعد بنو کنانہ کا وہ شخص چلا گیا تو مہاجرین سوچ میں پڑ گئے کہ آخر سچائی کیا ہے؟ چناں چہ انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ہمیں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونا چاہیے۔ جب یہ فیصلہ ہو گیا تو مکۂ مکرمہ پہنچنے والا ہر شخص کسی نہ کسی قریشی سردار کی پناہ لے کر اپنے آبائی وطن میں داخل ہوا۔ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ماموں ابو طالب نے پناہ دی لہٰذا وہ اپنی بیوی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بغیر کسی رکاوٹ کے مکۂ مکرمہ پہنچ کر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

قبیلۂ بنو مخزوم کو جب اس بات کی خبر پہنچی کہ ابو طالب نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو اپنی پناہ میں لے لیا ہے تو انھیں بہت غصہ آیا۔ چناں چہ بنو مخزوم کے لوگ جمع ہو کر ابو طالب کے پاس گئے اور کہا: ”ہمارے آدمیوں سے آپ کا کیا واسطہ؟“

”کون سے آدمی؟“ ابو طالب نے پوچھا۔

”ابو سلمہ (رضی اللہ عنہ) اور اس کی بیوی ام سلمہ (رضی اللہ عنہا)۔“

بنو مخزوم کے لوگوں نے کہا۔

اس پر ابو طالب نے کہا: ”ابو سلمہ (رضی اللہ عنہ) میرا بھانجا ہے، جب مَیں اپنے بھتیجے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پناہ دے سکتا ہوں تو اسے کیوں نہیں دے سکتا؟“

www.ahnafmedia.com

اس موقع پر ابو طالب اور بنو مخزوم میں زبردست بحث و تکرار شروع ہو گئی قریب تھا کہ جھگڑا ہو سکتا تھا۔ ابو لہب جیسے کٹر دشمنِ اسلام کے دل میں اچانک صلۂ رحمی کا جذبہ جاگ اٹھا، اور وہ درمیان میں بول پڑا:

"اے بنی مخزوم! تم نے ابو طالب کے ساتھ بہت کچھ بحث و تکرار کر لی اور تم اس پر برابر دباؤ ڈال رہے ہو۔ اگر تم نے ان کو تنگ کرنا بند نہ کیا تو مَیں بھی ان کی حمایت میں کھڑا ہو جاؤں گا۔"

قبیلۂ بنو مخزوم کے لوگوں نے جب ابو لہب کے یہ سخت تیور دیکھے تو گھبرا گئے اور یہ کہتے ہوئے وہاں سے چلے گئے کہ: "اے ابو عتبہ! ہم تم کو ناراض نہیں کرنا چاہتے۔"

حبشہ کی طرف دوسری ہجرت:

جزیرۃ العرب میں اسلام بڑی تیزی سے پھیل رہا تھا۔ اس کے ماننے والوں کی تعداد میں دن بہ دن اضافہ ہی ہوتا جا رہا تھا۔ کفار و مشرکین نے جب یہ دیکھا تو ان کی دشمنی اور تعصب حد سے بڑھنے لگا۔ انہوں نے مسلمانوں پر اپنے ظلم و ستم کی انتہا کر دی۔ جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مسلمانوں پر مکۂ مکرمہ میں چین و سکون سے رہنا دوبھر ہوتا جا رہا ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دوبارہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت عطا فرما دی۔ یہ اعلانِ نبوت کے چھٹے سال کے شروعات کی بات ہے۔

کفار و مشرکین کو جب اس بات کی خبر ملی تو انہوں نے بہت کوشش کی کہ مسلمان مکۂ مکرمہ سے کسی بھی صورت ہجرت نہ کر سکیں۔ انہوں نے مکہ سے نکلنے والے تمام راستوں پر سخت پہرے بٹھا دیے لیکن ان سب کے باوجود ۸۳ مرد اور ۲۰

www.ahnafmedia.com

عورتیں مکہ سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے اور حبشہ پہنچ کر سکون و اطمینان کی زندگی بسر کرنے لگے۔ جہاں انہیں ہر قسم کی آزادی حاصل تھی۔ حبشہ کی طرف ہونے والی اس دوسری ہجرت میں بھی حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا شامل تھیں جنہوں نے اسلام کے لیے دوبارہ اپنا آبائی وطن چھوڑا۔

حبشہ کی طرف ہونے والی اس دوسری ہجرت نے پہلی ہجرت کی بہ نسبت مکہ کے لوگوں پر بڑے گہرے اثرات مرتب کیے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اسلام کے کٹر دشمنوں کے بیٹے بیٹیوں نے اسلام قبول کر لیا تھا اور انھیں ہی وہ لوگ طرح طرح کی اذیتیں دے رہے تھے۔ وہی مسلمان حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ یہ ایسے تھے کہ ان کی جدائی انہیں برداشت نہ ہو سکی۔ مکہ کے مشرکین پریشان ہو اٹھے کہ آخر اسلام میں ایسی کون سی بات ہے کہ مسلمان ہو جانے کے بعد وہ اپنے ماں باپ، بہن بھائی، مال و دولت اور وطن تک کو چھوڑ دیتے ہیں لیکن اسلام نہیں چھوڑتے ؟

جب ان کفار و مشرکین نے دیکھا کہ ان کی کوئی چال کامیاب نہیں ہو رہی ہے تو انہوں نے دوبارہ بادشاہ حبشہ نجاشی کی طرف عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ربیعہ کو تحفے تحائف دے کر روانہ کیا۔ تاکہ وہ نجاشی کو کسی نہ کسی طرح اس بات کے لیے آمادہ کریں کہ وہ مہاجرین کو واپس کر دے۔

کفارِ قریش کا یہ وفد شاہِ حبشہ کے دربار میں پہنچا اور مسلمانوں کے خلاف ایسی باتیں کیں جو مسلمانوں میں پائی نہیں جاتی تھیں یہ باتیں سن کر بادشاہ نے سخت غصے میں کہا:" جن لوگوں نے اپنا ملک چھوڑ کر میرے ملک اور مجھ پر بھروسہ کیا ہے۔ مَیں ان کے ساتھ بے وفائی نہیں کر سکتا۔ تم لوگ کل آنا اس معاملے میں فیصلہ کر دیا جائے گا۔"

دوسرے دن بادشاہِ نجاشی نے تمام مسلمانوں کو دربار میں بلایا۔ وہاں کفارِ

www.ahnafmedia.com

قریش کے سفیر عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ربیعہ بھی موجود تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بادشاہ نے مسلمانوں سے کہا:

" یہ تم نے کیا کر دیا کہ اپنی قوم کا دین چھوڑ دیا اور میرے دین کو بھی قبول نہ کیا اور نہ ہی دنیا کے کسی دین کو اختیار کیا۔ آخر تمہارا دین کیا ہے؟"

بادشاہِ حبشہ نجاشی کی یہ بات سن کر حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے فوراً جواب دیا:

"اے بادشاہ! ہم ہر طرح کی برائیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک رسول بھیجا جس کے نسب، سچائی، امانت داری اور پاک دامنی کے ہم گواہ تھے، اس نے ہمیں ایک معبود اللہ کی طرف بلایا اور ہم نے اس کی بات مان لی کہ جس کی پوری زندگی پاک دامنی کا نمونہ ہو اور جس نے کبھی جھوٹ نہ بولا ہو اس نے ہمیں برائیوں، غلط کاموں اور بت پرستی سے روکا۔ نیکیوں کی نصیحت کی اور سیدھا راستا دکھایا تو ہم اس پر ایمان لے آئے۔"

اِس پر بادشاہ نے کہا:" تمہارے نبی پر جو کلام اترا ہے اس میں سے کچھ سناؤ۔"

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:" حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے سورۂ مریم کی آیتیں پڑھ کر سنائیں جس سے بادشاہ بے حد متاثر ہوا۔"

عمرو بن العاص کا رویہ بڑا سخت تھا لیکن عبداللہ بن ربیعہ کا رویہ ہمارے معاملے میں کچھ نرم تھا۔ عمرو بن العاص نے بادشاہ سے کہا:"اے بادشاہ! ذرا مکہ کے ان مہاجرین سے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے بارے میں پوچھیں۔ یہ اُن کو اللہ کا بندہ قرار دیتے ہیں۔"

بادشاہ نے جب دریافت کیا تو حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے کہا:"

www.ahnafmedia.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کی طرف سے ایک کلمہ اور روح ہیں جسے اللہ نے کنواری مریم پر القا فرمایا تھا۔"

یہ جواب سن کر نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا:

" اللہ کی قسم! جو تم نے کہا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے ایک تنکے کے برابر بھی زیادہ نہیں۔"

اس کے بعد بادشاہِ حبشہ نجاشی نے حکم دیا کہ:" مکہ کے سفیروں کے تحفے واپس کر دیئے جائیں، مجھے ان کی ضرورت نہیں۔"

اس بار بھی مکہ کے کفار و مشرکین کو منہ کی کھانی پڑی اور اُن کے سفیروں کو ناکام و نامراد واپس لوٹنا پڑا۔ حبشہ میں مسلمانوں نے اپنے اعلیٰ ترین اَخلاق و کردار اور نیک عادات و اَطوار کا ایسا نقش وہاں کے لوگوں پر چھوڑا کہ حبشہ کی عوام اور حکومت کے کارندے اسلام میں ایک خاص قسم کی کشش رکھنے لگے۔ لہٰذا حبشہ کے عیسائیوں کا ایک وفد جو تیس افراد پر مشتمل تھا مکۂ مکرمہ آیا۔

نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وفد کے لوگوں نے ملاقات کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوالات کیے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کے تشفی بخش جوابات عنایت فرمائے۔ جب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنِ پاک کی چند آیات انہیں سنائیں تو وہ رونے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی تصدیق کی۔

مدینۂ منورہ کی طرف ہجرت:

مکۂ مکرمہ کے کفار و مشرکین کے دلوں میں اسلام کی روز بروز بڑھتی ہوئی مقبولیت سے تعصب و عناد کا لاوا پک رہا تھا۔ وہ مسلمانوں کو طرح طرح پریشان کرتے

www.ahnafmedia.com

،اذیتیں دیتے، ظلم و ستم ڈھاتے اور ستاتے۔

کفار و مشرکین کی ان حرکات کے باوجود اسلام کا نور وادیِ مکہ سے نکل کر اطراف و جوانب کے لوگوں کے دلوں کو بھی چمکانے لگا۔ مکۂ مکرمہ کے قریب قبیلۂ دوس کی بستی تھی جہاں ایک ناقابل تسخیر اور مضبوط قلعہ واقع تھا وہاں کے سردار طفیل بن عمرو نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خواہش ظاہر کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر یہاں آ جائیں لیکن نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرما دیا اور اس سلسلہ میں اللہ رب العزت کے حکم کا انتظار فرمانے لگے۔

آخر کار اعلانِ نبوت کا تیرہواں سال تھا کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نام لیواؤں کو مدینۂ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ چناں چہ مسلمانوں نے مدینے کی طرف ہجرت شروع کی۔ سب سے پہلے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت ابو سلمہ بن عبد الاسد رضی اللہ عنہ اور حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ ہجرت کے سفر پر روانہ ہوئے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا مدینۂ منورہ کی طرف ہجرت کا واقعہ بڑا دردناک ہے۔ خود حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”جب حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے مدینۂ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ فرمایا تو اونٹ پر کجاوہ کس کر مجھے اور سلمہ رضی اللہ عنہ کو اونٹ پر بٹھا دیا اور اس کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چلتے رہے جب میرے میکے والوں یعنی قبیلہ بنو مغیرہ کو ہمارے روانہ ہونے کی خبر ہوئی تو انہوں نے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم اپنے بارے میں خود مختار ہو سکتے ہو مگر ہم اپنی بیٹی کو تمہارے ساتھ ہرگز نہیں جانے دیں گے۔“

www.ahnafmedia.com

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ”یہ سُن کر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

” ام سلمہ میری بیوی ہے مَیں اسے لے کر جہاں چاہوں جاسکتا ہوں۔“

اس پر قبیلے والوں نے کہا کہ: ”یہ ہمارا فیصلہ ہے کہ ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) تمہارے ساتھ ہر گز ہر گز نہیں جائے گی۔“ یہ کہہ کر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے اونٹ کی نکیل چھین لی اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو زبردستی اپنے ساتھ لے گئے۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے جاتے جاتے اپنی بیوی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ: ” ام سلمہ! اسلام پر سختی سے ڈٹے رہنا۔“ پھر چند نصیحتیں کیں۔

اپنے شوہر کی باتیں سن کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ: ” آپ مطمئن رہیے جان قربان کر دوں گی مگر اسلام کو مَیں کسی حال میں نہیں چھوڑوں گی۔“

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ مدینۂ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ اسی دوران حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے خاندان والے بھی اس جگہ پہنچ گئے۔ جب انہیں پورا ماجرا معلوم ہوا تو وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے خاندان والوں سے کہنے لگے کہ: ” جب تم نے اپنی بیٹی کو ہمارے آدمی سے چھین لیا تو اب ہم اپنے بچّے سلمہ کو کیوں اُس کے پاس رہنے دیں۔“

چناں چہ انہوں نے آگے بڑھ کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بچے کو بھی چھین لیا۔ بچّے کو زبردستی چھیننے میں اس کا ہاتھ اتر گیا اور وہ تیز تیز رونے لگا۔ لیکن ان ظالموں کو اس کا کوئی احساس نہ تھا کہ بچّے اور ماں پر کیا گذر رہی ہے۔ مختصر یہ کہ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے خاندان والے سلمہ کو چھین کر لے گئے اور حضرت

www.ahnafmedia.com

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اُن کے خاندان والے لے گئے اور شوہر مدینے کی طرف ہجرت کر گئے۔ آپ رضی اللہ عنہا سے بیک وقت شوہر اور بچّے کو چھین لیا گیا لیکن کیا مجال تھی کہ اسلام کی اس مقدس خاتون کے ایمان میں ذرّہ بھر بھی کمزوری آئی ہو۔

صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہوں نے ایک مثال قائم کر دی۔ اصل میں انہیں اللہ رب العزت پر پورا بھروسہ تھا کہ وہ ان قربانیوں کو ضائع نہیں کرے گا بل کہ بہتر صلہ عطا فرمائے گا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ظالموں نے اُن کی ساری کائنات چھین لی تھی۔ ان کے دل پر گہرے زخم لگائے تھے۔ انھیں اپنے شوہر اور بچے کی جدائی کا غم ستاتا۔ وہ فرماتی ہیں: ”مجھے اس بات کا اس قدر شدید صدمہ پہنچا کہ مَیں روزانہ آبادی سے باہر جاتی اور شام تک اس مقام پر بیٹھ کر روتی جہاں مَیں نے اپنے شوہر کو مدینے کی طرف رخصت ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔ اسی طرح ایک سال کا عرصہ گذر گیا نہ شوہر کے پاس جا سکی نہ بچّہ ہی مل سکا۔ ایک روز میرے ایک چچازاد بھائی نے میری حالت دیکھ کر خاندان والوں سے کہا کہ تم اس بے کس پر رحم کیوں نہیں کرتے؟ اسے کیوں نہیں چھوڑ دیتے اور اس کو بچّے اور شوہر سے دور کیوں رکھا ہے؟“

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”بنی مغیرہ نے اپنے اُس آدمی کی سفارش پر مجھے اپنے شوہر (حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ) کے پاس جانے کی اجازت دے دی۔ جب اس بات کی خبر بچّہ کی دادھیال والوں کو لگی تو انہوں نے بچّہ بھی مجھے دے دیا۔“

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو جب ان کا بچہ مل گیا تو انہوں نے تنِ تنہا مدینے کی طرف روانہ ہونے کا ارادہ کیا اور ایک اونٹ تیار کر کے بچّے کو ساتھ لیا اور اکیلے سوار ہو کر مدینۂ منورہ کے لیے نکل پڑیں۔ کوئی مرد ساتھ نہ تھا۔ تین چار میل

www.ahnafmedia.com

چلی ہوں گی کہ بنی عبد الدار کے ایک شخص جن کے پاس خانۂ کعبہ کی چابی رہا کرتی تھی "عثمان بن طلحہ" سے ملاقات ہوئی۔ جو اب تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ لیکن نہایت رحم دل اور نیک تھے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:" عثمان بن طلحہ نے مجھ سے پوچھا کہاں جاتی ہو؟"--مَیں نے کہا:" اپنے شوہر کے پاس مدینۂ منورہ جارہی ہوں۔" انہوں نے دوبارہ سوال کیا:"کوئی ساتھ بھی ہے؟"مَیں نے کہا:" اللہ تعالیٰ ہے اور یہ بچّہ ہے۔"

یہ سُن کر عثمان بن طلحہ نے میرے اونٹ کی نکیل پکڑلی اور آگے آگے چلنے لگے۔ خدا کی قسم! مَیں نے عثمان جیسا شریف آدمی نہیں دیکھا۔ جب منزل پر اترنا ہوتا تو وہ اونٹ بٹھا کر کسی درخت کی آڑ میں کھڑے ہو جاتے اور پھر اونٹ کو باندھ کر مجھ سے دور کسی درخت کے نیچے لیٹ جاتے اور جب کوچ کرنے کا وقت ہوتا تو اونٹ پر کجاوہ کس کر میرے پاس لا کر بٹھا دیتے اور خود وہاں سے ہٹ جاتے۔ جب مَیں سوار ہو جاتی تو اس کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چل دیتے۔ اسی طرح وہ مجھے مدینۂ منورہ تک لے گئے جب ان کی نظر بنی عمرو بن عوف کی آبادی پر پڑی جو قبا میں تھی تو انہوں نے کہا کہ جاؤ تمہارا شوہر یہیں ہے۔ اس کے بعد وہ سلام کر کے رخصت ہو گئے۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات:

مدینۂ منورہ پہنچ کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے پاس رہنے لگیں اور وہاں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکے کا نام عمر اور ایک لڑکی کا نام درّہ اور دوسری کا نام زینب رکھا۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں شرکت کی اپنی جواں مردی

www.ahnafmedia.com

کے جوہر دکھائے اور غازی بن کر لوٹے۔ دوبارہ جنگ احد میں بھی شریک ہوئے اس معرکے میں آپ کے بازو میں دشمن کا ایک تیر ایسا لگا کہ آپ بہت زیادہ زخمی ہو گئے۔ ایک مہینے تک علاج چلتا رہا۔ جس کی وجہ سے آپ کا زخم کچھ حد تک بھر گیا۔ اسی دوران سریۂ قطن کا واقعہ پیش آیا۔ نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک دستہ کا امیر بنا کر روانہ فرمایا۔ جنگ سے واپسی پر آپ کا پرانا زخم ہرا ہو گیا اور اسی کے اثر سے جمادی الاخریٰ ۴ھ میں آپ نے وفات پائی۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنی پوری زندگی اسلام کی حفاظت اور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفاداری اور جاں نثاری میں بسر کی اور ایک مثالی کردار ادا کیا۔ آپ کی نمازِ جنازہ خود رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی۔

نبیِ کریم ﷺ کا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پہلے شوہر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بے پناہ محبت و الفت تھی۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ مَیں نے سنا ہے کہ اگر مرد اور عورت دونوں جنتی ہوں اور عورت مرد کے بعد کسی سے نکاح نہ کرے تو وہ عورت جنت میں اسی مرد کو ملے گی۔ اسی طرح مرد اگر دوسری عورت سے نکاح نہ کرے تو وہی عورت اسے ملے گی۔ اس لیے آؤ ہم عہد کریں کہ ہم میں سے جو پہلے اس دنیا سے چلا جائے وہ دوسرا نکاح نہ کرے۔

یہ سُن کر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تم میرا کہا مان لو گی؟"

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: "ماننے کے لیے ہی مشورہ کر رہی ہوں۔"

www.ahnafmedia.com

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”تم میرے بعد نکاح کر لینا۔“

اس کے بعد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا دعا مانگا کرتی تھیں کہ یا اللہ! مجھے ان سے بہتر شوہر عطا فرما۔ لیکن پھر سوچتیں کہ ابو سلمہ سے بہتر اور کون ہو گا؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ اپنے اعلیٰ اخلاق و کردار کی وجہ سے ان کی نظروں میں ایک مثالی شوہر کی حیثیت رکھتے تھے۔ انہیں کیا پتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے کیسے عظیم ترین شوہر کا انتخاب کر رکھا ہے؟

شوہر کے انتقال کے وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حمل سے تھیں۔

ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام زینب رکھا گیا۔ اس کی ولادت پر عدت بھی ختم ہو گئی۔ عدت گذر جانے کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کا پیغام بھیجا تو انہوں نے معذرت طلب کر لی۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اُن کو نکاح کا پیغام بھیجا لیکن اس مرتبہ بھی انہوں نے عذر پیش کر دیا۔

چند دنوں کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نکاح کا پیغام لے کر آئے۔ اس پر انہوں نے یہ عذر کیا کہ میرے بچے زیادہ ہیں، میری عمر بھی زیادہ ہے، کوئی میرا وارث بھی نہیں اور میرے مزاج میں غیرت بھی بہت ہے۔ اس کے جواب میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب بھیجا کہ عمر کی بات تو یہ ہے کہ میری عمر تم سے زیادہ ہے۔

اور بچوں کا اللہ نگہبان ہے ان کی پرورش میں تمہیں کوئی مشکل نہیں ہو گی۔ مَیں بھی ان کا خیال رکھوں گا۔ اور اللہ سے دعا کروں گا کہ تمہاری غیرت والی بات جاتی رہی ہے۔ تمہارا کوئی ولی میرے ساتھ رشتے کو ناپسند نہیں کرے گا۔

www.ahnafmedia.com

اس کے بعد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ پیغام قبول کر لیا۔ چناں چہ شوال ۴ھ کی آخری تاریخوں میں آپ کا نکاح نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گیا۔ اور اس طرح آپ کی دعا اعلیٰ ترین انداز میں قبولیت کے منصب پر فائز ہوئی۔ اور آپ "ام المؤمنین" کے لقب سے سرفراز ہوئیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جب نکاح ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسی حجرے میں ٹھہرایا جس میں ام المساکین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا رہا کرتی تھیں۔ انہوں نے وہاں دیکھا کہ ایک مٹکے میں جَو رکھے ہیں اور ایک چکّی اور ہانڈی بھی موجود ہے۔ لہٰذا خود جَو پیسے اور چکنائی ڈال کر مالیدہ بنایا اور پہلے ہی دن نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مالیدہ کھلایا جسے خود اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی دانش مندی:

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بڑی دانش مند اور سمجھ دار تھیں۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفارِ مکہ سے صلح کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف سے ایک معاملہ پیش آیا تو وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہترین رائے سے ہی حل ہوا۔

واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۶ھ میں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ عمرہ کے لیے مدینۂ منورہ سے مکۂ معظمہ کے لیے روانہ ہوئے۔

مکہ کے مشرکین کو اس بات کی خبر ہوئی تو انہوں نے مزاحمت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ کے مقام پر رکنا پڑا۔ جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم چوں کہ اپنے آقا نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار تھے۔ اس

www.ahnafmedia.com

لیے اس موقع پر وہ جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

لیکن نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی کی بجائے صلح کرنا پسند فرمایا۔ اس وقت صحابہ رضی اللہ عنہم جنگ کے لیے بالکل تیار تھے۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی رعایت کے ساتھ کفارِ مکہ سے صلح فرمائی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ہر شرط قبول فرمالی جو ظاہر میں مشرکین کے لیے فائدے مند اور مسلمانوں کے لیے نقصان دہ لگ رہی تھی۔

صلح کی شرائط میں سے ایک یہ بھی تھی کہ اس سال مسلمان عمرہ نہیں کریں گے آیندہ سال عمرہ کے لیے آسکتے ہیں۔ صلح نامہ سے فارغ ہو کر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا کہ اپنے احرام کھول دو، قربانی کے جانور ذبح کر لو اور اپنے سر منڈوالو۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو اپنے آقا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر مر مٹنے کے جذبات سے سرشار تھے۔ ان کی طبیعتیں اس بات پر آمادہ نہ ہوئیں کہ ہم بغیر عمرہ کیے مدینۂ منورہ واپس چلے جائیں۔

لہٰذا اپنے پیارے نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر کوئی بھی نہ ٹھا۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ حکم دیا جب کسی نے بھی اس پر عمل نہ کیا تو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور ان سے واقعہ ذکر فرمایا۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی:

"یارسول اللہ! کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ سب احرام کھول دیں؟ تو پھر ایسا کریں کہ آپ باہر نکل کر کسی سے کوئی بات نہ کریں اور اپنے جانور ذبح فرمادیں اور بال مونڈنے والے کو بلا کر اپنے بال مونڈ الیں۔"

چناں چہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا اور باہر نکل کر اپنا جانور

www.ahnafmedia.com

ذبح کر دیا اور بال منڈا لیے۔ جب جاں نثار اور وفادار صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے آقا رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بے تابانہ وہ بھی آگے بڑھے اور اپنے اپنے احرام کھول دیئے اور اپنے اپنے جانور ذبح کر ڈالے اور آپس میں ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے۔

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اس رائے کے بارے میں جس سے یہ معاملہ حل ہوا حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ: ”حدیبیہ کے موقع پر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے رائے دینے سے یہ پتا چلتا ہے کہ وہ بڑی عقل مند اور ٹھیک رائے رکھنے والی خاتون تھیں۔“

صلح حدیبیہ میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفارِ مکہ کی تمام شرائط مان لی تھیں، جو کہ بہ ظاہر مسلمانوں کے لیے نقصان دہ محسوس ہو رہی تھیں۔ لیکن آئندہ سال یوں ہوا کہ مکہ فتح ہو گیا اور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بڑی شان و شوکت سے مکۂ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ صلح حدیبیہ میں کفار کی شرائط کا تسلیم کر لینا دراصل نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ ترین سیاسی تدبر کو ظاہر کرتا ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خوب علوم سیکھے اور ان کو عام کیا۔

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آگئیں تو انہوں نے اسے بہت بڑی سعادت مندی تصور کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت کو غنیمت جانا۔ آپ اچھے قوتِ حافظہ کی مالکہ تھیں۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی ارشاد فرماتے انھیں اپنے ذہن میں محفوظ کرتی جاتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کر کے اپنے علم میں اضافہ کرتیں۔

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

www.ahnafmedia.com

سے علوم سیکھے ہی نہیں بل کہ ان کو خوب پھیلایا بھی۔ حدیث میں ان کے شاگردوں میں صحابہ بھی تھے اور تابعین بھی (رضی اللہ عنہم)۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بھی بعض سیرت نگاروں نے ان کے شاگردوں میں شمار کیا ہے۔ حدیث شریف کی کتابوں میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جو روایتیں ملتی ہیں ان کی تعداد ۳۷۸ ہیں۔ آپ کا شمار محدثین کے تیسرے طبقے میں ہوتا ہے۔

محمود بن لبید فرماتے ہیں کہ: ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب ہی ازواجِ مطہرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو سن کر یاد کرتی تھیں لیکن ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ اور ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما کی ہم پلہ اس میں کوئی اور بیوی نہ تھی۔“

مروان بن الحکم ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم کسی اور سے کیوں پوچھیں جب کہ ہمارے درمیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں موجود ہیں۔ سیرت کی کتابوں میں آتا ہے کہ اگر ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فتاویٰ جمع کیے جائیں تو خاصی تعداد میں جمع ہو سکتے ہیں اور ان کے مجموعہ کا ایک رسالہ بن سکتا ہے۔

آپ سے بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم نے حدیث کا علم حاصل کیا۔ جن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ چند ایک کے نام یہ ہیں:

حضرت عبد الرحمن بن ابو بکر، اسامہ بن زید، ہند بن الحارث الفراسیہ، صفیہ بنت شیبہ، عمرو زینب (اولادِ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا)، مصعب بن عبد اللہ (حضرت ام سلمہ کے بھائی)، بنہان (غلام مکاتب)، عبد اللہ بن رافع، شعبہ، ابو بکیر، خیرہ والدہ حسن بصری، سلیمان بن یسار، ابو عثمان الہندی، حمید، سعید بن مسیب، ابو

www.ahnafmedia.com

وائل، صفیہ بنت محصن، شعبی، عبدالرحمن ابن حارث بن ہشام، عکرمہ، ابو بکر بن عبدالرحمن، عثمان بن عبداللہ ابن موہب، عروہ بن زبیر، کریب مولیٰ ابن عباس، قبیصہ بن زویب رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی چند احادیث:

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سننے کا بہت شوق تھا۔ آپ سے روایت کردہ حدیثیں جو کتابوں میں موجود ہیں ان میں سے چند ایک درج کی جاتی ہیں:

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مَیں نے ایک مرتبہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: ”دنیا کی عورتیں بہتر ہیں یا حوریں؟“

نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دنیا کی عورتیں۔“

مَیں نے عرض کی: ”یارسول اللہ! کس وجہ سے؟

ارشاد فرمایا کہ: ”اس لیے کہ اِن عورتوں نے نمازیں پڑھی ہیں، روزے رکھے ہیں اور عبادتیں کی ہیں۔“

ایک مرتبہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ: ”یارسول اللہ! مَیں اپنے سر کی مینڈھیاں سختی سے باندھتی ہوں تو کیا غسل جنابت کے لیے ان کو کھولا کروں؟“ اس پر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”نہیں! بس اتنا کافی ہے کہ تم اپنے سر پر تین بار لپ بھر کر پانی ڈال لیا کرو (جس سے بالوں کی جڑیں تر ہو جائیں) اس کے بعد (سارے بدن پر) پانی بہا لیا کرو۔ ایسا کرنے میں پاک ہو جاؤ گی۔“

(مسلم شریف)

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی تھیں کہ: ”نبیِ

www.ahnafmedia.com

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھایا کہ مغرب کی اذان کے وقت یہ پڑھا کرو:
"اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا قِبَالُ لَیْلِكَ وَاِدْبَارُ نَھَارِكَ وَاَصْوَاتُ دُعَاۗئِكَ فَاغْفِرْلِی۔ (اے اللہ! یہ تیری رات کے آنے اور دن کے جانے اور تیرے بلانے کی آوازوں کا وقت ہے سو مجھے بخش دے)

(مشکوٰۃ شریف)

ایک مرتبہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقدس کاشانے میں تشریف فرما تھے اور آپ کے قریب ہی ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں کہ اچانک حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آگئے، وہ چوں کہ نابینا تھے اس لیے یہ سمجھ کر کہ ان سے کیا پردہ کرنا ہے۔ دونوں وہیں بیٹھی رہیں اور پردہ نہ کیا۔

نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "ان سے پردہ کرو۔" ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: "یارسول اللہ! کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ ہم کو تو نہیں دیکھ سکتے! پھر پردہ کی کیا ضرورت؟" نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا: "کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہی ہو؟"

(مشکوٰۃ و ترمذی شریف)

آپ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ: "نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک پناہ لینے والا بیت اللہ میں آکر پناہ لے گا۔ اس سے لڑنے کے لیے ایک لشکر چلے گا اور وہ لشکر ایک میدان میں پہنچ کر زمین میں دھنس جائے گا۔"

مَیں نے عرض کی: "یارسول اللہ! جو لوگ اس لشکر میں شریک نہ ہوں گے اور اس لشکر کے حملے کو بُرا سمجھ رہے ہوں گے کیا وہ بھی اس میدان میں ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ دھنسا دیئے جائیں گے؟" نبیِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے

www.ahnafmedia.com

فرمایا:" اس لشکر کے ساتھ وہ بھی دھنسا دیئے جائیں گے، لیکن قیامت کے روز ہر ایک کا اپنی اپنی نیت پر حشر ہو گا۔"

(مشکوٰۃ شریف)

ایک مرتبہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا: "یارسول اللہ! کیا مجھے (اپنے شوہر) ابو سلمہ کی اولاد پر خرچ کرنے سے اجر ملے گا حال آں کہ وہ میری ہی اولاد ہیں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ:" اُن پر خرچ کرو تم کو اس خرچ پر اجر ملے گا۔"

(صحیح بخاری)

ایک مرتبہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: "یارسول اللہ! مرد جہاد کرتے ہیں اور عورتیں جہاد نہیں کرتیں اور عورتوں کو مرد کے مقابلے میں آدھی میراث ملتی ہے (اس کا سبب کیا ہے؟)" اس کے جواب میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ اور اس کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک دوسرے پر بڑائی دی۔

ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حدیث سنائی کہ :" نبیِ کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ بعض لوگ جو مسلمان سمجھے جاتے ہیں (اور وہ دل سے مسلمان نہیں ہیں) ایسے لوگوں کو اپنی وفات کے بعد مَیں نہ دیکھوں گا اور نہ وہ مجھے دیکھ سکیں گے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ان کو یہ حدیث سنائی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خود ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا خدا کی قسم! سچ سچ کہنا

www.ahnafmedia.com

مَیں ان میں سے تو نہیں ہوں (جن کا ذکر اس حدیث میں ہے) ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''نہیں۔''

اسی طرح ایک مرتبہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز پر قرأت کر کے بتائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک آیت پر ٹھہرتے تھے، بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر ٹھہرتے پھر الحمد للہ رب العالمین پڑھ کر رکتے، الرحمن الرحیم پڑھ کر توقف فرماتے، پھر مالک یوم الدین پڑھ کر ٹھہرتے۔ غرض یہ کہ اسی طرح نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم علاحدہ علاحدہ آیات کر کے پڑھتے تھے۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حکم فرماتے تھے کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کرو۔ جن میں پہلا پیر یا جمعرات ہو۔ (ابوداؤد ونسائی)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور امر بالمعروف:

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بھی بہت پابند تھیں۔ ایک روز ان کے بھتیجے نے دو رکعت نماز پڑھی۔ چوں کہ سجدہ کی جگہ غبار تھا۔ اس لیے وہ صاحب زادے سجدہ کرتے وقت مٹی جھاڑ دیتے تھے۔ یہ دیکھ کر ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو روکا اور فرمایا کہ یہ کام نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے خلاف ہے۔ ایک مرتبہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک غلام (افلح) نے ایسا کیا تھا تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تھا: '' اے افلح! اپنا چہرہ مٹی میں ملا۔'' (مسند امام احمد)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی وفات:

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی تمام زندگی اسلام کی

www.ahnafmedia.com

خدمت اور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرماں برداری میں بسر کی۔ مدینۂ منورہ میں 84/ برس کی عمر پا کر آپ نے وفات پائی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ کے وصال کے سال میں مؤرخین میں اختلاف ہے۔ بعض نے 53ھ بعض نے 59ھ بعض نے 62ھ لکھا ہے اور بعض کا قول ہے کہ آپ کی وفات 63ھ میں ہوئی۔ ازواجِ مطہرات میں سب سے آخر میں آپ ہی نے وفات پائی۔ آپ کا مزار جنت البقیع میں ہے۔ (زرقانی ج۳ص۲۳۸)

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی صبر واستقامت، علم و عمل، جوشِ اسلامی، محنت و جفاکشی اور عقل و دانش کا ایک روشن باب ہے۔ جس کی مثال مشکل ہی سے مل سکے گی۔ ان کے کارناموں اور بہادری کی داستانوں کو تاریخِ اسلام کے صفحات پر دیکھ کر ان کی زندگی کے شب و روز پر عمل کرتے ہوئے ہماری ماؤں بہنوں کو اپنی زندگی نکھارنا اور سنوارنا چاہیے۔

توجہ فرمائیں!!!

دفتر رسائل و جرائد کی طرف سے گزارش ہے کہ جن قارئین خریدار اور ایجنسی ہولڈرز کی سالانہ فیس پوری ہو چکی ہے یا ان کے ذمہ سابقہ رقم واجب الادا ہے وہ جلد از جلد اپنی رقم جمع کرائیں۔ تاکہ رسائل کو بلا تعطل اور بروقت روانہ کیا جاسکے۔ امید ہے کہ آپ ضرور شفقت والا معاملہ فرمائیں گے۔

فون نمبر: 03326311808

واٹس ایپ: 03062251253

www.ahnafmedia.com

اچھے اور برے ناموں کے اثرات

کفیل احمد ندوی

انسانی طبیعت و فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی ہر چیز میں حسن و جمال، خوبصورتی ندرت جدّت اور انوکھا پن ہو، اس طبعی و فطری تقاضا کی وجہ سے انسان ہر چیز میں حسن و جمال، خوبصورتی و ندرت کا خیال رکھتا ہے، خود اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین سانچہ کے ساتھ پیدا کیا، " لقد خلقنا الانسان فی أحسن تقویم " ہم نے انسان کو بہترین و خوبصورت ساخت و ترکیب کے ساتھ پیدا کیا ہے، اس کو شاندار شامہ عطا کیا ہے، اس لئے اگر انسان خوبصورتی کو اختیار کرتا ہے تو یہ طبیعت کا تقاضا ہے اور محبوب و پسندیدہ چیز ہے، ایک صحابی نے نبی پاک علیہ الصلاۃ والسلام سے دریافت کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا جوتا شاندار و خوبصورت ہو کیا یہ کبر و غرور میں شامل ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ان اللہ جمیل یحب الجمال'، اللہ خود جمیل ہے اور ہر چیز و کام میں جمال و خوبصورتی اور سلیقہ کو بھی پسند کرتے ہیں، اسی لئے ہماری شریعت میں چھوٹی و معمولی چیزوں میں بھی اس کا خیال کرنے کا حکم ہے، یہاں تک کہ بچوں کے ناموں کے سلسلے میں بھی بے شمار ہدایات موجود ہیں، شریعت میں بہترین اور اچھے معنیٰ و مفہوم والے ناموں کو پسند کیا گیا ہے، جس طرح والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کی نگہداشت و حفاظت کریں ان کی نشو نما اور بہترین تربیت و تعلیم کی فکر کریں وہیں یہ بھی ضروری ہے کہ والدین بچوں کے اچھے نام تجویز کریں، اچھے نام اچھی علامتوں کے مظہر ہوتے ہیں اور اچھے مظاہر اللہ کو محبوب و پسند ہیں والدین کی سب سے اہم ذمہ داری اپنے بچوں کا اچھا و خوبصورت نام رکھنا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا' حق الولد علیٰ الوالد أن یحسن أدبه و یحسن اسمه'، باپ پر بچہ کا یہ بھی حق

www.ahnafmedia.com

ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے، اچھا نام وہ ہے جو خدا کے ۹۹ ناموں میں سے کسی ایک نام سے پہلے عبد لگا کر ترکیب دیا گیا ہو، اللہ کے ناموں میں سے کسی بھی نام سے پہلے عبد بڑھا کر تجویز کیا گیا نام اللہ کو سب سے محبوب و پسندیدہ ہے۔ حدیث مرفوع ہے، 'ان من أحب أسمائکم الیٰ اللہ عبد اللہ و عبد الرحمن' عبد اللہ و عبد الرحمن کے پسندیدہ و محبوب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں ناموں میں بندے کی عبدیت، غلامی وعاجزی، فروتنی و تواضع کا اور اللہ کی وحدانیت و یکتائی کا اظہار و اعلان ہے اور اس طرح کے ناموں سے بار بار اللہ کی یاد بھی تازہ ہوتی رہتی ہے، اور دین و شریعت کی بنیاد ہی اللہ کو زیادہ سے زیادہ یاد کرنے پر رکھی گئی ہے، اس لئے ایسے ناموں کو پسند کیا گیا جن میں اللہ کا کوئی صفاتی نام موجود ہو کہ بندے کی عبدیت و غلامی کا اظہار بھی ہو گیا ہو اللہ کا ذکر بھی ہو گیا، اس طرح کے ناموں کے پسند ہونے کی ایک وجہ اور ہے جس کی طرف حضرت امام شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے، لکھتے ہیں ' اس طرح کے ناموں میں کافروں، بت پرستوں اور بد دینوں کا مقابلہ بھی ہے، کیونکہ کفار و مشرکین آج بھی اپنے بچوں کے نام اپنے بتوں معبودوں دیوں اور دیوتاؤں کے ناموں پر رکھتے ہیں، اس لئے اللہ کے نام پر نام رکھنے سے ان کا مقابلہ ہو جاتا ہے، اسی طرح وہ نام بھی اچھا ہے جو پیغمبروں کے نام پر رکھا گیا ہو کیونکہ یہ نام پیغمبروں کے ساتھ نسبت و تعلق کو ظاہر کرتا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا' تسموا بأسما الأنبیاء' نبیوں کے ناموں پر اپنی اولاد کے نام رکھا کرو، خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک بیٹے کا نام ابراہیم رکھا تھا، ابو موسیٰ کے گھر ایک بچہ پیدا ہوا وہ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کے حق میں دعائے برکت کی اور اس کا نام ابراہیم رکھا۔

www.ahnafmedia.com

بچوں کے ناموں کے سلسلے میں بڑی ہوشمندی سے کام لینے کی ضرورت ہے، اگر بچے کے نام میں کسی طرح کی غلطی ہوئی تو قیامت کے دن ندامت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا، کیونکہ قیامت کے دن حساب وکتاب اور نامۂ اعمال دینے کیلئے ہر ایک کو اس کے اور اس کے آباؤاجداد کے ناموں کے ساتھ پکارا جائے گا۔

آج کل دین سے دوری کی وجہ سے جہالت عام ہے، جس کی وجہ سے ناموں کے سلسلے میں بھی بڑا بگاڑ پیدا ہو چکا ہے، آج کل لوگ بچوں کے ناموں میں جدّت و نئے پن کا لحاظ کرتے ہیں، ایسا نام رکھنے کی کوشش کرتے ہیں جو کسی کا نہ رہا ہو خواہ اس کا معنی اور مفہوم کچھ بھی ہو اور پوری زندگی اسی خراب نام کے ساتھ گذر جاتی ہے، اگر بتلایا اور سمجھایا جاتا ہے تب بھی بدل کر دوسرا اچھا نام رکھنے کی توفیق نہیں ہوتی، علامہ طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں 'ایسا نام نہیں رکھنا چاہئے جس کے معنی و مفہوم میں غلطی ہو اور نہ ہی ایسا نام رکھنا چاہئے جس سے اپنی تعریف وبڑائی اور کبر وغرور کا اظہار ہوتا ہو، اور نہ ہی ایسا نام رکھنا چاہئے جس کے معنی میں گالی شامل ہو، اس طرح کے ناموں کو بدل دینے کا حکم ہے' امام نووی رحمہ اللہ نے باب قائم کیا 'باب استحباب تغییر الاسم الیٰ أحسن منہ' اس باب کے تحت ایسے بہت سارے واقعات کا ذکر کیا ہے جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مناسب ناموں کو مناسب ناموں میں بدل دیا، ایک مرتبہ ایک وفد مدینہ میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب سے نام معلوم کیا تو انہوں نے بتلایا کہ میرا نام اصرم ہے، جس کے معنی کٹے ہوئے اور دور پڑے شخص کے ہیں، معنیٰ سے معلوم ہوتا تھا کہ اس شخص کو خیر وبرکت کی ضرورت نہیں ہے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام بدل کر زرعہ رکھ دیا جس کے معنی سخی کے ہیں، ایک صاحب کا نام شیطان تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا اور کہا

www.ahnafmedia.com

کہ آج سے تمہارا نام عبد اللہ ہے، ایک شخص کا نام غراب تھا، غراب کوّے کو کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام مسلم رکھا، جب حضرت حسن پیدا ہوئے تو پہلے ان کے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کا نام حرب رکھا، حرب جنگ کو کہتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نام کو ناپسند کیا کیونکہ جنگ میں خاندانوں کے خاندان تباہ وبرباد ہو جاتے ہیں، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام بدل کر حسن رکھا، زمین کے ایک خاص ٹکڑے کا نام "عَقِرَۃ" تھا جسکے معنی بنجر وبانجھ کے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام "خَضِرَۃ" رکھ دیا جس کے معنی سرسبز وشاداب کے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی صاحبزادی کا نام برّۃ تھا جس کے معنی نیک وپرہیز گار کے ہیں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا 'لاتزکوا أنفسکم اللہ أعلم بأھل البرمنکم' خود سے اپنی تعریف مت کرو اللہ بہتر جانتا ہے کہ نیک وپرہیز گار کون ہے، اور پھر اس بچی کا نام زینب رکھ دیا، یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اچھے ناموں کے اثرات بچوں پر مرتب ہوتے ہیں، نام کے جو معانی ہوں گے بچہ وہی معنی وصفات اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے گا، جس شخصیت کے نام پر بچے کا نام ہو گا بچہ اسی کے نقشہ قدم پر چلیگا، صحابی رسول حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے اپنے بچوں کے نام نبیوں کے ناموں پر رکھے ہیں جب کہ تم نے اپنے بچوں کے نام شہداء کے ناموں پر رکھے ہیں، تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بڑے پتہ کی بات کہی کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے بچے بہادر بنیں اور اللہ کے راستہ میں شہید ہوں اور تم نہیں چاہتے کہ تمہارے بچے نبی بنیں کیونکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا، حضور پاک علیہ الصلاۃ والسلام اچھے ناموں سے خوش ہوتے نیک شگون لیتے اور اس کے اچھے اثرات کی تمنا کرتے تھے، صلح حدیبیہ کے

www.ahnafmedia.com

موقع پہ قریش نے اپنے کئی سفراء کو بھیجا لیکن بات نہیں بنی، اخیر میں سہیل کو بھیجا، سہیل کے معنی نرم کے ہیں جب آپؐ نے سہیل کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ خوشخبری قبول کرو سہیل آرہے ہیں اب معاملہ سہل و آسان ہو جائیگا سہیل آئے بات چیت ہوئی اور صلح ہو گئی۔

سعید بن مسیب تابعی کہتے ہیں کہ میرے دادا کا نام حَزن تھا حضورؐ نے یہ نام بدلنا چاہا لیکن میرے دادا قیانہ ہوئے اس نام اثر بعد کی نسلوں میں دل کی سختی اور اخلاقی تشدد کی شکل میں ظاہر ہوا۔

آج کل لوگوں کے اندر بچوں کے ناموں کے سلسلے میں ایک بیماری اور پیدا ہو گئی ہے جس کی وجہ سے ناموں میں بڑی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں، لوگ چاہتے ہیں کہ ان کے تمام بچوں اور بچیوں کے ناموں میں یکسانیت ہو سب کا نام ہم وزن ہو، حالانکہ یہ التزام غیر ضروری ہے اور کبھی کبھی اس کی پابندی بڑی بھونڈی معنویت پیدا کر دیتی ہے، اس کی مثالیں آئے دن سامنے آتی رہتی ہیں۔

اس لئے بچوں کے نام بہت سوچ سمجھ کر پڑھے لکھے بزرگوں سے مشورے کے بعد رکھنے چاہئیں، کیونکہ ناموں اور کسی بھی قوم کی تہذیب و تمدن کے درمیان گہرا رشتہ ہوتا ہے، ناموں میں غلطیوں کی وجہ سے غیروں کی تقلید کیوجہ سے مسلم بچوں کے اخلاق خراب ہو رہے ہیں اور بچے دین سے دور ہوتے جارہے ہیں، اسکا سب سے بہترین و مسنون طریقہ یہ ہے کہ جب بچہ یا بچی پیدا ہو تو اس کو کسی نیک متبعِ سنت پڑھے لکھے بزرگ کے پاس لیکر جائے اور اس سے بچے کے حق میں دعائے برکت کی اور نام رکھنے کی درخواست کرے، جو نام بھی تجویز ہو اس کو قبول کرلے اپنی طرف سے کوئی مشورہ نہ دے جیسا کہ صحابہ کرام کا معمول تھا۔

www.ahnafmedia.com

خواتین اور شاپنگ

اقرأ عطاء البصیر

اللہ معاف فرمائے! آج کل بازار سے خریداری کے نام پر جس طرح عورتیں کھلے بازاروں میں گھومتی نظر آتی ہیں اس کے بے شمار نقصانات کھلی آنکھوں نظر آ رہے ہیں اور کئی ناگفتنی واقعات بھی رونما ہو رہے ہیں جبکہ شدید ضرورت میں عورت گھر سے باہر جا سکتی ہے۔

یہ بے دینی ہے:

بڑے بڑے صوفی لوگ بھی بیویوں کو بازار ساتھ لے جاتے ہیں وہ بھاؤ تاؤ کرتی ہیں حالانکہ عورت کا خریداری کے لیے بازار جانا کسی صورت میں جائز نہیں کہتے ہیں کہ اگر بیویاں بازار نہیں جائیں گی تو ان کی ضرورت کیسے پوری ہو گی بتائے وہ کون سی ضرورت ہے جو کل تک گھر بیٹھے پوری ہو جاتی ہے آج نہیں ہو سکتی اس کا کوئی جواب نہیں معلوم ہوا کہ صرف بے دینی اور بے حیائی ہے۔

مردوں کا عذر:

مرد کہتا ہے کہ میری دکان کا نقصان نہ ہو ملازمت کا نقصان نہ ہو ایک روپے کا بھی نقصان نہ ہونے پائے بیوی کی عزت جاتی ہے تو جائے یہ سب کچھ مال کی محبت میں ہو رہا ہے مال کی محبت نے مسلمانوں کو تباہ کر دیا۔

مینا بازار سے خریداری:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ مینا بازار میں بھیجنے والی عورتیں ہوتی ہیں تو کیا اس طرح عورتوں کا عورتوں سے خریداری کرنا صحیح ہے یہ اگرچہ جائز تو ہے مگر اس کے

www.ahnafmedia.com

علاوہ یہ مسائل بھی ہیں۔

ا: بے دین ماحول کا اثر ۲۔ عورت کا بلا ضرورت گھر سے نکلنا ناجائز ۳۔ وہاں عورتوں کا آپس میں ایک دوسرے کے کپڑوں اور زیور اور فیشن کو دیکھنا، اس سے حب مال بڑھتی ہے ۴۔ دکانوں پر مختلف چیزوں کو دیکھنے سے مال کی ہوس بڑھتی ہے۔

خریداری کیسے ہو؟

عورت خریداری کے لیے گھر سے باہر نکلتی ہے کیوں ہے شوہر جو خرید کر لائے بیوی اسے قبول کرے البتہ بیوی کپڑے کے بارے میں چھ باتیں بتادے۔

ا۔ کپڑا ریشمی ہو یا سوتی ۲۔ رنگ کون سا ہو ۳۔ پھولدار ہو یا سادہ ہو ۴۔ پھول کا رنگ کیا ہو اور کپڑے کی زمین کا رنگ کیا ہو ۵۔ پھول بڑا ہو یا چھوٹا ہو یا درمیانہ ۶۔ کتنے میٹر ہو اس قسم کا کپڑا مل گیا تو لا کر دے اور نہیں ملا تو آکر بتا دیجیے ہاں اس سے ملتا جلتا کپڑا مل جائے تو اس کی کترن کٹوا کر لے آیئے۔

دینداری کی ضرورت:

اصل چیز دینداری ہے جہاں انسان دیندار بن جاتا ہے تو اس کے تمام معاملات درست ہو جاتے ہیں مردوں پر بے دینی کا وبال یہ بھی ہے کہ خود حاکم ہوتے ہوئے بھی عورت کے محکوم بنے ہوئے ہیں رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات جو امہات المومنین ہیں اللہ تعالی فرمارہے ہیں:

میرے حبیب کی بیویو! اپنے گھر میں رہا کرو تم گھروں سے باہر مت نکلو۔

حدیث شریف میں آتا ہے عورت چھپانے کی چیز ہے جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کے پیچھے لگ جاتا ہے (ترمذی)

اللہ تعالی ہمیں تمام امور میں اپنے احکام کا پابند بنائے (آمین)

www.ahnafmedia.com

مساجد میں کن آداب سے وقت گذارا جائے؟

شبیر احمد عثمانی

جیسے ہی امام صاحب نے نماز عصر کے لیے تکبیرِ تحریمہ کہی تو تب ہی سے بچوں کی اچھل کود اور شور وغل اس قدر ہونے لگا اور ہوتا چلا گیا کہ نماز پوری کرنا دشوار ہو گیا، امام صاحب کی نماز بھی متاثر اور مقتدیوں کی نماز بھی متاثر، بہر حال نماز کے اختتام پر امام صاحب منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور تقریباً دس پندرہ منٹ تک نہایت بہترین اور مشفقانہ انداز میں نصیحت فرماتے رہے، جس کا خلاصہ کچھ اس طرح تھا: فرمایا: ”مسجد سجدہ کرنے کی جگہ کو کہتے ہیں، چوں کہ سجدہ نماز کا نہایت فضیلت کا حامل عمل ہے، اس لیے نماز گاہ کو مسجد سے تعبیر کیا گیا ہے، مسجد کے لیے یہ نام خود اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں استعمال فرمایا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری عز اسمہ ہے: (وأن المساجد لله، فلا تدعوا مع الله أحدا) اور یہ مساجد اللہ تعالی ہی (کی عبادت) کے لئے ہیں، پس تم مت پکارو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی (شریک) کو۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کی خصوصیات میں اس بات کو بھی شمار کیا ہے کہ اس امت کے لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے واسطے کسی خاص جگہ حاضر ہونا ضروری نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین کو مومن کی سجدہ گاہ اور جائے عبادت بنایا ہے، عمارت ہو یا ویرانہ؛ صرف جگہ پاک ہونی چاہیے کہ وہاں نماز ادا کی جاسکے۔ لیکن اس سب کے باوجود جہاں کہیں مسلمان آباد ہوں، وہاں کوئی ایک ایسی جگہ ہونی ضروری ہے، جو اسلام اور مسلمانوں کے تشخص کی پہچان کے لیے معروف ہو، وہ ہمیشہ پاک وصاف رہے، اللہ تعالیٰ کی بندگی کے وقف ہو، جس کا اپنا ماحول بھی انسان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف دعوت دیتا ہو، مساجد اسی ضرورت کی تکمیل ہیں، گویا

www.ahnafmedia.com

مسجد کا بنیادی مقصد نمازِ پنجگانہ کا قیام، لیکن در حقیقت مسلمانوں کو ایک ہمہ مقصدی مرکز فراہم کرنا ہے، نماز کا بھی، تلاوتِ قرآن کا بھی، ذکر الٰہی کا بھی، اعتکاف، اصلاح ودعوت اور تبلیغ وجہاد کا بھی اور ان تمام کاموں کا بھی جن کے ذریعے امت کی اجتماعی شیرازہ بندی ہو سکے، اسی لیے مساجد کو شعائر اللہ میں سے قرار دیا گیا ہے اسی نسبت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم (جہاد کے لیے جاتے ہوئے کسی علاقے میں) مسجد دیکھو، یا اذان کی آواز سنو، تو کسی کو قتل نہ کرو"۔

پھر امام صاحب نے فرمایا: مسجد کے سلسلے میں اصل قاعدہ یہ ہے کہ جو جگہ مسجد بن گئی وہ نیچے تحت الثریٰ تک اور اوپر کی جانب آسمان تک مسجد ہے، اسی لیے مسجد کا حقیقی اہتمام اور ادب یہ ہے کہ مسجد کے نیچے یا اس کے اوپر ایسی عمارت نہ بنائی جائے جس کا مقصد مسجد کے مقصد سے مختلف ہو۔ مسجد اللہ کا گھر ہے، اس لیے جب کوئی شخص مسجد کے لیے زمین وقف کرتا ہے یا تعمیرِ مسجد میں تعاون کرتا ہے تو گویا وہ براہ راست اپنا مال اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پاک اور طیب ہے اسی طرح وہ ذات پاک اور طیب مال کو ہی قبول کرتی ہے، اس لیے تعمیرِ مساجد میں حرام مال لگانا گناہ بالائے گناہ ہے، لہٰذا اس سے احتراز ضروری ہے۔

بعد ازاں امام صاحب نے کچھ آدابِ مسجد ذکر کیے، فرمایا

1: بچے اگر بہت چھوٹے ہوں، ان میں شعور پیدا نہ ہوا ہو تو ایسے بچوں کو مساجد میں نہیں لانا چاہیے، کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: "جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم" اپنی مساجد سے بچوں اور پاگلوں کو دور رکھو

اس لیے کہ ان کی وجہ سے نمازیوں کی نماز میں اور عبادت کرنے والوں کی عبادت میں خلل پیدا ہوتا ہے، پیشاب وغیرہ کر دیں تو مسجد اور مسجد کی اشیاء کے ناپاک

www.ahnafmedia.com

ہو جانے کا سخت خطرہ ہوتا ہے۔

2: جب مسجد میں داخل ہونا چاہو تو اول درود شریف پڑھو، اپنے گناہوں کی اللہ سے معافی چاہو اور یہ دعا پڑھو: "اللھم افتح لی أبواب رحمتك" اور اسی طرح مسجد سے نکلتے ہوئے یہ دعا پڑھیں: "اللھم إنی أسئلك من فضلك۔"

3: اگر ایسے وقت میں مسجد میں داخل ہوں جب مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت "تحیۃ المسجد" کے نوافل پڑھ لو، یہ مسجد کا حق ہے، اور اگر مکروہ وقت ہو تو محض تیسرا کلمہ پڑھنا اس نماز کا بدل بن جائے گا۔

4: مسجد میں کوئی بھی ایسا عمل جو احترام مسجد کے خلاف ہو، درست نہیں، اس لیے مسجد میں وضو کرنا، تھوکنا، ناک یا بلغم صاف کرنا، مسجد کو راہ گذر بنانا، اس میں دنیوی باتیں کرنا، بغیر پاکی کے مسجد میں داخل ہونا سب امور ناجائز ہیں۔

5: اگر مسجد کے اوپر کوئی کمرہ ہو تو چوں کہ وہ بھی مسجد کے حکم میں ہے اس لیے وہاں بھی ان تمام آداب کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے جو مسجد کے ذکر ہوئے۔

6: جنبی آدمی کے لیے مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں ہے، کیوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لا أحل المسجد للحائض ولا جنب" میں جنبی اور حائضہ کے لیے مسجد کو حلال نہیں رکھتا۔ (ابو داؤد)

7: مساجد میں آنے سے قبل یا مساجد میں ایسی اشیاء کا استعمال کرنا بھی جائز نہیں ہے جو بدبودار ہوں، جیسے: کچے پیاز، لہسن، نسوار یا سگریٹ وغیرہ۔

8: مساجد میں داخل ہونے پر اگر کچھ لوگ فارغ بیٹھے نظر آئیں تو انہیں اتنی آواز میں سلام کرنا مسنون ہے جس سے تلاوت، ذکر الٰہی یا نماز میں مشغول افراد کی عبادات میں خلل نہ پڑے اور اگر مسجد میں کوئی نہ ہو تو پھر ان الفاظ: "سلام علینا

www.ahnafmedia.com

وعلی عباد اللہ الصالحین" کے ساتھ ساتھ سلام کرنا چاہیے۔

9: مسجد میں خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

10: اپنی کسی گم شدہ چیز کا اعلان کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

11: مسجد میں اگر ضرورت کی کوئی بات کرنی پڑ جائے تو پست آواز میں بات کرنے کی گنجائش ہے۔

12: آگے والی صفوں میں اگر گنجائش ہو تو پچھلی صفوں کی بجائے اس جگہ میں بیٹھنا چاہیے، بصورتِ دیگر لوگوں کے کندھے پھلانگ کر آگے جانا اور لوگوں میں گھس کر بیٹھنا جائز نہیں ہے۔

13: مسجد میں آمد و رفت کے وقت کسی بھی نمازی کے سامنے سے بغیر سترے کے گذرنا جائز نہیں ہے، اس سے سخت گناہ ہوتا ہے۔

14: مسجد میں داخل ہوتے وقت ہی اپنے موبائل فون کو اہتمام سے بند کر دینا چاہیے، تاکہ گھنٹی بجنے کی صورت میں مسجد میں موجود نمازیوں کی عبادات میں خلل واقع نہ ہو اور اگر کسی وقت موبائل یا گھنٹی بند کرنا بھول جائے اور دوران نماز گھنٹی بجنے لگے تو عملِ قلیل کے ساتھ ایک ہاتھ استعمال کر کے موبائل بند کرنے کی گنجائش ہے۔

15: معتکف کے علاوہ کسی اور کے لیے مسجد میں سونا جائز نہیں ہے۔ مسافر اور تبلیغی جماعتوں کے لیے مناسب یہ ہے کہ مساجد سے متصل بنے ہوئے کمروں میں قیام کریں، نہ کہ مسجد میں۔

اور اگر کوئی ایسی جگہ نہ ہو تو پھر اعتکاف کی نیت سے موٹا کپڑا نیچے بچھا کر آرام کریں۔

16: مسجد کی بجلی وغیرہ کو ذاتی مقاصد کے لیے استعمال نہ کیا جائے۔

www.ahnafmedia.com

قسط نمبر 33: امان اللہ کاظم

ظہیر الدین محمد بابر

1502ء اپنی آخری سانسیں گن رہا تھا جبکہ 908ھ اپنے جنم کی خوشیاں منا رہا تھا اور ظہر الدین بابر کے شہر سمرقند کی زمین پر پاؤں جمنے نہیں پا رہے تھے۔ سمرقند کے باشندوں کی اکثریت بوجہ بھوک اور افلاس شہر سے نقل مکانی کر چکی تھی جو لوگ باقی رہ گے تھے ان کی جانیں بھی لبوں تک آ گئی تھیں۔ بقول ظہیر الدین بابر

"شہر کے محصورین بھوک مرنے لگے نوبت یہاں تک آ پہنچی کہ شہر کے سارے کتے اور گدھے سمرقند کے بھوکے شہری پکا کر کھا گئے تھے۔"

(توزکِ بابری مترجم رشید اختر ندوی ص56)

"ظہیر الدین بابر" کا انگریز مصنف ایل۔ ایف رش بروک ولیمز لکھتا ہے:

"آدمی تو بھوکے مر ہی رہے تھے گھوڑے اور دیگر جانوروں کے نصیب بھی پھوٹ گئے اور وہ بھی بھوکوں مرنے لگے قلعہ بند فوج اپنے گھوڑوں اور دیگر جانوروں کو شہتوت، کھجور کی پتیاں اور لکڑیوں کی چھلیں اور بُرادہ پانی میں بھگو کر بطور چارا کھلانے لگے تھے۔"

(ظہیر الدین، مترجم ڈاکٹر رفعت بلگرامی ص79)

ازبک سردار شیبانی خان کو شہر سمرقند کا محاصرہ کیے ہوئے چار ماہ کا عرصہ گزر چکا تھا اب اس نے شہر پناہ کے ارد گرد رات دن ڈھول اور باجے پوری آب و تاب سے بجوا بجوا کر ایسا شعور و شعب برپا کروا رکھا تھا جس نے شہریوں کی راتوں کی نیند اور دنوں کا چین و سکون برباد کر دیا تھا۔ بھوکوں تو وہ پہلے ہی مر رہے تھے مگر اس پر مستزاد اس آفت ناگہانی نے ان کا جینا حرام کر دیا تھا۔ بنا بریں بچے کھچے لوگ ہی سکون اور

www.ahnafmedia.com

رزق کی تلاش میں شہر سے چھپے راہ فرار اختیار کرنے لگے۔ حد تو یہ ہے کہ نہ ہی تو انہیں بابر میں روکنے کی ہمت تھی اور نہ ہی شیبانی خان ان کے راستے کی رکاوٹ بنا کیونکہ وہ تو چاہتا ہی یہی تھا کہ لوگ سمرقند کو خالی کر جائیں تاکہ شہر پر اس کا قبضہ جمانا آسان ہو جائے۔ بابر کہتا ہے کہ

"اس نے اپنے ہمسایہ بادشاہوں اور سربرآوردہ اعزاء کی طرف مدد کے لیے درخواستیں بھیجیں مگر کوئی حوصلہ افزا جواب موصول نہ ہوا۔ شیبانی خان شہر کے گرد اپنا گھیرا تنگ کرتا آرہا تھا سوائے اس کے کہ اس سے صلح کی گفتگو کی جاتی میرے پاس اور کوئی چارہ کار نہ رہا۔"

بابر کے نامور فوجی سردار بھی شہر کی اس ناگفتہ بہ حالت پر افسردہ خاطر تھے اور مایوسی کی باتیں کر رہے تھے بابر بذاتِ خود شہر کے وسط میں موجود تیمور کے نامور عالم دین پوتے "الغ خان" کے قائم کردہ مدرسے میں قیام پذیر تھا۔ تاکہ وہ شہر کی فیصلوں پر ہونے والی نقل و حرکت پر نظر رکھ سکے، ناسازی حالات نے اس کا پیمانہ صبر بھی لبریز کر دیا تھا۔ اب وہ چاہنے لگا تھا کہ شیبانی خان سے کسی طور کوئی ایسا معاہدہ ہو جائے کہ وہ اسے بحفاظت شہر سمرقند سے نکلنے کا محفوظ راستہ دے دے۔ مگر وہ شیبانی کی دلی خباثت سے بخوبی آگاہ تھا اگرچہ وہ اسے شہر سے بحفاظت نکلنے کا وعدہ کر بھی لیتا مگر تب بھی اس کی وعدہ ایفائی کا کوئی اعتبار نہیں تھا۔

بابر کی نانی اماں، دولت بیگم کو اپنے دونوں خاقان بیٹیوں پر ازبس غصہ آرہا تھا کہ وہ میرے اور یونس خان کے کیسے بیٹے تھے جنہوں نے اپنے نوعمر بھانجے یعنی تتلق نگار خانم کے بیٹے کو شیبانی خان جیسے خونخوار ازبک سردار کے رحم و کرم پر تنہا چھوڑ دیا تھا وہ اس شیطانی صفت ازبک سردار کی بڑھتی ہوئی قوت سے ان کے لیے پیدا ہونے والے خطرات سے قطعاً بے خبر دکھائی دیتے تھے۔ آج اگر اس کا شکار

www.ahnafmedia.com

بابر تھا تو کل وہ بھی اس کا شکار بن سکتے تھے۔ انہیں چاہئے تھا کہ وہ بابر کی بھرپور مدد کر کے اس فتنے کو ہمیشہ کے لیے دفن کر دیتے، مگر ان ناہنجاروں کو نہ تو اس بات کا ادراک اور اندازہ تھا اور نہ ہی کوئی فکر تھی کہ ایک نادیدہ ظالم ہاتھ ان کی گردنیں دبوچنے کے لیے ان کی طرف دھیرے دھیرے بڑھتا چلا آرہا تھا۔

بابر کو سب سے زیادہ اپنی بہن، خانزادہ بیگم کی فکر تھی جو جوان بھی تھی خوبصورت بھی تھی اور غیر شادی شدہ بھی۔ اگر وہ کسی طور شیبانی خان جیسے خونخوار بھیڑیے کے ساتھ لگ گئی تو وہ اس کی عزت تار تار کرنے سے باز نہیں آئے گا اگر ایسا ہو گیا تو وہ دن خانزادہ بیگم اور بابر دونوں کے لیے ان کی زندگی کا بدترین دن ہو گا۔

بابر اپنی نانی جان اور اماں جان سے فرداً فرداً یہ درخواست کر چکا تھا کہ وہ خانزادہ بیگم کے ہمراہ تاشقند چلی جائیں مگر ان دونوں خواتین نے تنہا وہاں جانے سے انکار کر دیا حالانکہ تاشقند پر نانی اماں کے بیٹے سلطان محمود خان کی حکومت تھی۔ بابر اپنی بہن کے ہاں گیا اور اس سے کہا:

"اب کہ اندریں حالات تمہاری جانوں پر بن آئی ہے مجھے اپنی جان کی پرواہ نہیں ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ تمہاری عزت شیبانی جیسے عاقبت نا اندیش شخص کے ہاتھوں تار تار ہونے سے بچ جائے اس کا فقط ایک ہی راستہ ہے کہ آپ کس طرح نانی جان اور اماں جان کو تاشقند جانے پر راضی کر لیں۔"

خانزادہ بیگم نے اشکبار آنکھوں سے اپنے بھائی کی طرف دیکھا اور اس سے پوچھا کہ

"کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ میں آپ کو ظالم شیبانی خان کے رحم و کرم پر چھوڑ کر تاشقند چلی جاؤں گی؟"

بابر نے عالم بے بسی میں اپنی بہن کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو دیکھتے ہوئے

www.ahnafmedia.com

کہا کہ

”میری عزیز از جان بہن! میرے نامساعد حالات کا ادراک کرتے ہوئے سمجھنے کی کوشش کر کہ اس وقت سمرقند کے شہریوں کی کثیر تعداد نقل مکانی کر کے جا چکی ہے مگر جو لوگ باقی رہ گئے ہیں وہ نیم جان ہیں ان میں شیبانی خان جیسے طاقتور دشمن کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں ہے۔ میری فوج کے کئی نامور سردار راہ فرار اختیار کر چکے ہیں قنبر علی خان (یعنی سلاخ) جیسے وفادار بھی مجھے طاقتور دشمن سے نبرد آزما ہونے کے لیے تنہا چھوڑ گئے ہیں باقی جو رہ گئے ہیں ان کا کیا اعتبار؟ جانے وہ مجھے بیچ منجدھار ہی میں نہیں چھوڑ جائیں اندریں حالات میں چاہتا ہوں کہ آپ تینوں خواتین جو میری عزت وناموس ہیں کسی طرح تاشقند چلی جائیں پھر میں اپنے دشمن سے دو دو ہاتھ کرنے کے لیے آزاد ہوں گا۔“

خانزادہ بیگم روہانسی ہو کر کہنے لگی کہ

”بھائی جان! قسمت کے لکھے سے کون واقف ہے؟ دیکھا یہ گیا ہے کہ انسان بہر طور اپنی قسمت کے نوشتے پر مجبوراً قانع ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ اس کا پہلے تصور تک بھی نہیں ہو کر سکتے۔ بھلا! تقدیرِ الٰہی سے بھاگ کر ہم جا بھی کہاں سکتے ہیں؟ جو کچھ ہوتا ہے اسے ہو جانے دو میں اپنے مقدر پر شاکر ہوں اگر میری عزت کو شیبانی خان کے ہاتھوں تار تار ہونا ہے تو وہ ہو کر ہی رہے گی اسے آپ کسی طور پر بھی بچا نہیں پائیں گے اور اگر اس نے بچنا ہے تو شیبانی خان کچھ بھی کر لے وہ مجھے چھو تک نہیں سکے گا اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ رکھو حالات کا بنانا اور بگاڑنا اسی ذات کے ہاتھ میں ہے۔“

بابر کے پاس اپنی بہن کی ان باتوں کا کوئی جواب نہیں تھا۔ بابر سر جھکائے اپنی بہن کی کمین گاہ سے باہر آ گیا اپنے مستقر کی جانب جاتے ہوئے راستے میں اسے اپنے نامور فوجی سردار شیر م طغائی، قوچ بیگ اور کوکلتاش مل گئے جو شاید اسی کے پاس جا

www.ahnafmedia.com

رہے تھے۔ انہوں نے متفقہ طور ہر بابر سے گزارش کی کہ سلطان معظم! آپ یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ بارہا کوشش کے باوجود ہمیں کہیں سے بھی کوئی فوجی امداد میسر نہیں آرہی۔ ہر طرف ایک سقوط ساطاری ہے۔ اندریں حالات کہ ہماری بچی کھچی فوج کے حوصلے بھی پست ہورہے ہیں اور بچے کھچے شہری بھی بھوک اور پیاس کے ہاتھوں جان بلب ہیں۔ شہر میں جانور بھی نابود ہوتے چلے جارہے ہیں۔ شیبانی خان نے امید کے تمام راستے مسدود کردیے ہیں۔ جن نہروں سے شہریوں کو پانی میسر آتا تھا ان کے رخ موڑ دیے گیے ہیں ہمیں تو یہ اندیشہ لاحق ہے کہ بھوکے پیاسے شہری ہم پر حملہ آور نہ ہو جائیں۔"

بابر نے اپنے سرداروں کی باتوں کو غور سے سنا اور پھر ان سے کہا کہ

"اپنے بچے کھچے تمام ساتھیوں کو "الغ خان" کے مدرسے میں جمع ہونے کے لیے کہیں تاکہ سب سے مشورہ کیا جاسکے۔"

بابر اتنا کہہ کر اپنے مستقر کی طرف رواں دواں ہوگیا جبکہ تینوں سردار بابر کا حکم اپنے دیگر ساتھیوں تک پہنچانے کے لیے سمرقند کے گلی کوچوں میں گم ہوگئے۔

(جاری ہے)

"بہری مکھی"

سردار سائینٹسٹ (Scientist) نے ایک مکھی کے پر کاٹ دیئے اور کہا اُڑ جا! مکھی نہیں اُڑی!

سردار نے لکھا: کہ تجربہ سے ثابت ہوا کہ اگر مکھی کے پَر کاٹ دیئے جائیں تو وہ سُن نہیں سکتی! مرسلہ: میمونہ عابد

www.ahnafmedia.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تین اہم حقوق

اہلیہ مفتی شبیر احمد

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق بیشمار ہیں، ان کو اگر جمع کیا جائے تو تین قسموں میں جمع کیا جاسکتا ہے۔

پہلا حق ہے محبت کا:

آپ کی ذات مقدسہ سے محبت ہونی چاہیے، خود حدیث شریف میں آتا ہے تم میں سے کوئی شخص مؤمن کہلانے کا حق نہیں رکھتا مؤمن کہلانے کا مستحق ہی نہیں ہے جب تک کہ میری محبت اس کے دل میں اس کے ماں باپ سے، اس کی اولاد سے، سب انسانوں سے زیادہ نہ ہوجائے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ سے محبت ہونی چاہیے، ہر مسلمان کے قلب میں محبت ہونی چاہیے، محبت جو ہوتی ہے آدمی کو اپنے گھر سے بھی محبت ہوتی ہے، اپنی دکان سے، اپنے عہد سے، اپنی اولاد سے، اپنے مال سے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جو محبت ہے وہ سب محبتوں سے بالاتر اور اعلی ہونی چاہیے۔

دوسرا حق ہے عقیدت کا:

عقیدت کے کیا معنی؟

یہ یقین کرلیں اور فیصلہ کرلیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو دین لے کر آئے، وہ کتاب لے کر آئے، جو احکام لے کر آئے وہ سب حق ہیں، وہ سب سچے ہیں۔

ایسے سچے ہیں کہ ان کو اختیار کئے بغیر نجات نہیں۔

www.ahnafmedia.com

نجات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں ہے، یہ یقین رکھنا، یہ عقیدت رکھنا یہ دوسرا حق ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

تیسرا حق ہے اطاعت کا:

محبت بھی ہو، عقیدت بھی ہو مگر اطاعت نہ ہو اس کی مذمت آئی ہے، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا بڑا نبی، بڑا انعام ہم کو ملا، اس کے مطابق شکر ادا کرنے کی ضرورت ہے اور شکر کرنے کے لئے یہ تین چیزیں ضروری ہیں جو میں نے بیان کیں کہ محبت اعلی درجہ کی ہو، عقیدت اعلی درجہ کی ہو کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر کسی بات پر یقین نہیں، اپنے اعمال پر یقین نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر یقین ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی بجاآوری، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر زندگی اختیار کرنا، یہ تین حق ہیں۔

اگر ان تین حقوق کو ادا کیا تو اللہ کے یہاں مقبول، اگر ادا نہیں کیا تو اللہ کے یہاں مقبول نہیں۔

دنیا میں بھی بڑی عزت، آخرت میں بھی بڑی عزت اطاعت سے ہی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کیا بات تھی؟ یہی بات تھی کہ ہر ایک ان میں سے اطاعت کرتے تھے کہ ہر کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر ہو۔

www.ahnafmedia.com

میں "پردہ" کرتا ہوں!!

نعیم خان

ارے یار.....وہ لڑکی تو دیکھ!!

کیوں بھائی کیوں دیکھوں؟۔ کیا وہ دیکھنے کی چیز ہے جسے دیکھا جائے؟؟

یار دیکھ تو سہی !!بڑی بن ٹھن کے تیاری کے ساتھ نکلی ہے، نمائش کرنے کا ہی انداز ہے۔ دیکھ تو سہی یار!!!

سوری یار میں پردہ کرتا ہوں۔

ہیں ۔۔۔!! کیا کہا تم نے۔۔ پردہ ؟؟۔۔ دماغ ٹھیک ہے تمہارا۔۔ پردہ تو لڑکیاں کرتی ہیں؟؟؟میرے بھائی مجھے پتا ہے کہ لڑکیوں کے لیے پردے کا حکم ہے پر بھائی لڑکوں کے لیے بھی پردے کا حکم ہے اور یہ پردے کا حکم لڑکوں کو پہلے اور لڑکیوں کو بعد میں دیا گیا ہے۔ مگر افسوس کا مقام ہے کہ تمہیں لڑکیوں کے پردے کا پتا ہے۔ اپنے پردے کا پتا ہی نہیں۔ مرد کا پردہ کیا ہوتا ہے؟؟

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور آیت 30 میں کہا ہے: مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ پھر آیت 31 میں عورت کو پردہ کا حکم ہے ۔ میرے بھائی تمہیں 31 نمبر آیت کا تو پتا ہے 30 کا سرے سے پتا ہی نہیں۔۔!!

عورت اگر پردہ نہیں کر رہی تو وہ اپنے اوپر سراسر ظلم کر رہی ہے، نامہ اعمال تو سیاہ ہو رہا ہے پر کوئی اوباش اس کی عزت پر ہاتھ بھی اٹھا سکتا ہے۔ اس کی بے پردگی آخرت میں رسوائی کا سامان تو ہے پر دنیا میں بھی رسوا ہو سکتی ہے۔

لہٰذا۔۔!!اس کا عمل اس کے ساتھ ہے تمہارے سے یہ سوال نہیں ہو گا کہ فلاں پردہ کرتی تھی یا نہیں۔ سوال ہو گا کہ تم نے نظر جھکائی تھی؟؟

www.ahnafmedia.com

عورت کیا ہے؟

شائستہ ندیم

عورت کیا ہے ؟۔۔۔حوا کی بیٹی، گلاب کی ایک شگفتہ کلی اور شفاف پانی کا ایک چشمہ ہے۔ عورت کا دنیا میں پہلا رُوپ ہی رحمت ہے جو بیٹی بن کر سب خاندان کے دلوں پر راج کرتی ہے، بہن بن کر بھائی کی سچی اور مخلص دوست اور ماں کا بازو بن جاتی ہے۔ بیوی ہوتی ہے تو ایک پختہ اور ہمیشہ ساتھ نبھانے والی، اور جب وہ ماں بنتی ہے تو اللہ تعالی اُسکا رتبہ اتنا بلند کر دیتا کہ جنت کو اٹھا کر اس کے قدموں میں ڈال دیتا ہے۔

عورت کے متعلق مفکرین نے اپنی اپنی رائے پیش کی ہے

کسی نے وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ کہا

کسی نے زندگی کے حسین ترین راز کو عورت کہا

کسی نے قدرت کی تمام خوبیوں کا مجموعہ کہا

کسی نے کہا عورت کا خمیر وفا، محبت ایثار کے جذبوں سے گندھا ہوا ہے۔

کسی نے کہا کہ عورت وفا کے نام کی تتلی ہے۔

عورت بنی نوع کا لازمی حصہ ہے نسل انسانی کی صالح بنیادوں پر نشو ونما کا انحصار اسی کے طرز عمل پر ہے ہمارے مذہب اسلام کو تاریخ انسانی میں یہ منفرد اور ممتاز مقام حاصل ہے کہ اُس نے ایک بچی کو اس دنیا میں داخلے کے ساتھ ہی حقوق کی دولت سے نواز دیا۔

اور یہ سب سے بڑی حقیقت ہے کہ اللہ کریم نے عورت کو عزت دی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی عزت واضح کی ہے۔

www.ahnafmedia.com

ماہنامہ بنات اہلسنت ملنے کے پتے

ایجنسی ہولڈرز	علاقہ	فون نمبرز
دارالایمان	کراچی	03342028787
قاری عبدالوکیل عزیزی	سیالکوٹ	03338639255
مولانا محمد دلاور	اوکاڑہ	03136969193
مولانا عبداللہ قمر	قصور	03008091899
مولانا عبداللہ شہزاد	حافظ آباد	03212374824
محمد رئیس	ٹانک	03319143483
مولانا خالد زبیر	لاہور	03153759031
مولانا خالد زبیر	چکوال	03335912502
مولانا غلام مرتضیٰ	فورٹ عباس	03052475330
مولانا محمد صدیق	ڈیرہ غازی خان	03356351893
مولانا محمد قاسم	ملتان	03007408019
قاضی اسرائیل گڑنگی	مانسہرہ	03023501755
مولانا طارق حسین	پشاور	03219192406
مولانا امان اللہ حنفی	سرگودھا	03067800751
مولانا محمد اختر	کبیر والا	03336228425
ذوالقرنین	ڈیرہ اسماعیل خان	03343682508

نوٹ: ایجنسی بک کروانے کے لیے رابطہ کریں: 03326311808

www.ahnafmedia.com